# مسنون نماز

اور

# روزمرّہ کی دُعائیں



حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مسنون نماز
اور
روزمرہ کی دعائیں

© مكتبة دار السلام ١٤٢٧ هـ

**فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر**

يوسف، حافظ صلاح الدين

الصلاة المسنونة باللغة الاردية. / حافظ صلاح الدين يوسف - الرياض، ١٤٢٧هـ

ص: ١٥٦ مقاس: ١٤×٢١ سم

ردمك: ٩٩٦٠-٩٨٢٢-٠-٣

١- الصلاة أ- العنوان

ديوي ٢٥٢,٢ ١٤٢٧/٥٦١٥

رقم الإيداع: ١٤٢٧/٥٦١٥

ردمك: ٩٩٦٠-٩٨٢٢-٠-٣



**سعودی عرب** (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 00966 1 4043432-4033962 فیکس: 4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com

Website: www.darussalam.com

● طریق مکہ۔ العلیا۔ الریاض فون: 00966 1 4614483 فیکس: 4644945 ● الملز۔ الریاض فون: 4735220 فیکس: 4735221

● سویلم فون: 00966 1 2860422 ● جدہ فون: 00966 2 6879254 فیکس: 6336270

● مدینہ منورہ موبائل: 00966 503417155 فیکس: 8151121 ● قصیم: 0503417156 ● خمیس مشیط موبائل: 0500710328

● الخبر فون: 00966 3 8692900 فیکس: 8691551 ● ینبع البحر موبائل: 0500887341

**شارجہ** فون: 00971 6 5632623 **امریکہ** ● ہوسٹن فون: 001 713 7220419

**لندن** فون: 0044 208 539 4885 ● نیویارک فون: 001 718 6255925

**پاکستان** (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

① 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 0092 42 7240024-7232400-7111023-7110081 فیکس: 7354072

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

② غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703 ③ موُن مارکیٹ اقبال ٹاؤن لاہور فون: 7846714

**کراچی شوروم** Z-110,111 (D.C.H.S) مین طارق روڈ کراچی

فون: 0092-21-4393936 فیکس: 4393937 Email: darussalamkhi@darussalampk.com

**اسلام آباد شوروم** F-8 مرکز، اسلام آباد فون: 051-2500237

مسنون نماز
اور
روزمرہ کی دُعائیں
صحیح احادیث کی روشنی میں نماز کے احکام و مسائل پر ایک جامع کتاب
تحقیق وتخریج سے مزین ایڈیشن
أقيموا الصلوة ولاتكونوا من المشركين
حافظ صلاح الدین یوسف
دارُالسّلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور • کراچی
اسلام آباد • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک
DARUSSALAM

نامِ کتاب : مسنون نماز اور روزمرہ کی دعائیں

مصنّف : حافظ صلاح الدین یوسف

منتظمِ اعلیٰ : عبدالمالک مجاہد

مجلسِ انتظامیہ : حافظ عبدالعظیم اسد (منیجر دارالسلام لاہور) محمد طارق شاہد

مجلسِ مشاورت : حافظ صلاح الدین یوسف ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر پروفیسر محمد یحییٰ مولانا محمد عبدالجبار

ڈیزائننگ اینڈ السٹریشن : زاہد سلیم چودھری (آرٹ ڈائریکٹر)

خطاط : اکرام الحق

اشاعت اوّل : 2007

# مضامین



باب اول

## نماز کی فرضیت واہمیت

باب دوم

## احکام ومسائل کا بیان

باب سوم

## نماز کا طریقہ اور نمازِ پنجگانہ کی تفصیل

## باب چہارم

## نمازِ پنجگانہ کے علاوہ دیگر نمازوں کا بیان

باب پنجم

## اہم اور ضروری دُعائیں

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے

# عرضِ ناشر

عبادات میں نماز کی اہمیت محتاج بیان نہیں۔ اس ضمن میں یہ بات خلاصۂ کلام کی حیثیت رکھتی ہے کہ نماز ہی مسلم و غیر مسلم کے فرق کو ممیّز کرتی ہے۔ اسی لیے ہر حساس مسلمان نہ صرف یہ کہ اس کے تارک ہونے کا تصور ہی نہیں کر سکتا بلکہ اس کی خواہش اُولی یہ ہوتی ہے کہ وہ اسے ٹھیک اس طرح سے ادا کرے کہ ''صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي'' کی کامل تصویر بن جائے۔

''مسنون نماز'' اِس مقصد کو بدرجۂ اتم پورا کرتی ہے۔ کتاب کے مؤلف محترم حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ نے اس کے مشمولات کو اختصار و جامعیت کی خوبیوں سے متصف کیا ہے۔ اس حوالے سے اِس میں اختیار کیا گیا اِختصار تشنگی کے نقص سے پاک اور جامعیت، غیر ضروری اور پیچیدہ مباحث کے بغیر ہے۔ اِس بات کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اِس میں وضو اور غسل سے لے کے مسنون دعاؤں تک کا بیان ہے اور یہ بات بلاخوف تردید کی جا سکتی ہے کہ نماز کے متعلق کوئی ایسا مسئلہ، کوئی ایسا استفسار نہیں رہ جاتا جس کا جواب کتاب کے مشمولات سے نہ مل جاتا ہو۔ اِس کی اسی خوبی نے اسے ہر مسلمان کے لیے ناگزیر بنا دیا ہے۔

کتاب کے معنوی حسن کے ساتھ ساتھ اس کے ظاہری حسن کو خوبصورت عربی خطاطی نے چار چاند لگا دیے ہیں۔ کتاب کو ہر قسم کی غلطی سے پاک کرنے کے لیے ادارے کے رفیق کار

جناب آصف اقبال صاحب نے بڑی محنت کی ہے۔ اسی طرح ریاض کی علمی کمیٹی کے فضلاء قاری محمد اقبال اور قاری عبدالحلیم نے بھی آخر میں کتاب کا بدقت نظر مراجعہ کیا اور متعدد مقامات پر ضروری اصلاح کا فریضہ انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ الحمدللہ، ان خوبیوں نے اس کتاب کو نماز کے موضوع پر لکھی گئی تمام کتب میں منفرد بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو ہم سب کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین!

خادم کتاب وسنت

**عبدالمالک مجاہد**

مدیر: دارالسلام، لاہور / الریاض

ربیع الآخر 1427ھ مئی 2006ء

# عرض مؤلف

''مسنون نماز''......نماز کے موضوع پر ایک مختصر کتاب ہے۔ اِس میں نماز کے طریقۂ نبوی کے علاوہ، نماز پنجگانہ، یعنی پانچ فرض نمازوں اور دیگر نمازوں کی تفصیل اور ان کے ضروری احکام و مسائل اور نہایت اہم اور ضروری دعاؤں کا بیان ہے۔

اس کی چند امتیازی خصوصیات حسب ذیل ہیں:

- اس میں صرف صحیح احادیث سے استدلال کیا گیا ہے۔
- تفصیل کی بجائے اختصار سے کام لیا گیا ہے حتی کہ بعض جگہ حوالوں کے بغیر بھی مسائل بیان کیے گئے ہیں لیکن ایسا صرف اختصار کے پیش نظر کیا گیا ہے ورنہ کوئی مسئلہ بے دلیل نہیں ہے۔
- اکثر جگہوں پر حوالے موجود ہیں اور وہ مکمل شکل میں ہیں، یعنی کتاب، باب اور حدیث نمبر تاکہ ہر صاحبِ علم آسانی سے مراجعت کر سکے۔
- اِس میں ضروری اور اہم دعائیں بھی شامل ہیں۔
- نماز اور دعاؤں کا ترجمہ لفظی کیا گیا ہے تاکہ ہر لفظ کا ترجمہ سمجھ میں آ جائے۔
- یہ ایک متوسط (درمیانے درجے کی) کتاب ہے۔ جس میں زیادہ تفصیل ہے، نہ بہت زیادہ اختصار بلکہ ان کے بین بین ہے۔ مقصد اس حد اوسط کا یہ ہے کہ اِسے زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے تاکہ ہر شخص اسے آسانی سے خرید بھی سکے اور مختصر وقت میں پڑھ کر اس سے پورا فائدہ بھی اُٹھا سکے۔

# عرضِ مؤلف

- اس میں صرف صلاۃ الخوف کا بیان نہیں ہے کیونکہ آج کل بالعموم وہ میدانی جنگ نہیں ہوتی جس میں متحارب فوجیں ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوتی تھیں، اس لیے اب صلاۃ الخوف کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔ آج کل فوجیوں کو کچھ اور مسائل اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی تفصیل یہاں غیر ضروری ہے۔ اس لیے اختصار کے پیشِ نظر اس مسئلے کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

دعا ہے کہ جس مقصد کے لیے یہ کتاب لکھی اور لکھوائی گئی ہے، وہ پورا ہو اور مسلمان عوام اس کے ذریعے سے اپنی نمازوں کی اصلاح کر سکیں کیونکہ نماز اسلام کا اہم ترین فریضہ ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس سے بے اعتنائی بھی بڑی عام ہے۔ اکثر لوگ تو اس فریضے سے بالکل ہی غافل ہیں اور جو نمازی ہیں، وہ بھی نماز میں تعدیلِ ارکان اور خشوع خضوع کا قطعاً اہتمام نہیں کرتے، اس لیے نماز کی حقیقت سے وہ بھی بے خبر اور اس کے فوائد سے یکسر محروم ہیں، حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کامیابی کی نوید انھی اہل ایمان کے لیے بیان کی ہے جو اپنی نمازوں میں خشوع کا اہتمام کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ﴾

''مومن یقیناً فلاح پا گئے وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔''[1]

اور نماز میں یہ خشوع اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک سنت نبوی کے مطابق نماز نہ پڑھی جائے۔ اس کتاب میں نماز کا طریقہ بھی اور اس کے دیگر احکام و مسائل بھی، سب سنت رسول ہی کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حافظ صلاح الدین یوسف
مدیر: شعبۂ تحقیق و تالیف، دارالسلام، لاہور

جمادی الاخریٰ 1421ھ / ستمبر 2000ء

---

[1] المؤمن 23:1، 2.

باب اوّل

# نماز کی فرضیت و اہمیت

نماز، اسلام کا ایک ایسا حکم ہے جس کی فرضیت و اہمیت سے کسی کو انکار نہیں کیونکہ قرآن کریم اور احادیث میں اس کی بڑی تاکید بیان کی گئی ہے، مثلاً: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴾

''بے شک نماز مومنوں پر وقت پر پڑھنا فرض ہے۔''[1]

﴿ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾

''نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔''[2]

حدیث میں نماز کو اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رُکن بتلایا گیا ہے، جس سے اِس کی اہمیت واضح ہے۔ علاوہ ازیں نبی ﷺ نے فرمایا:

بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ.

''آدمی اور شرک و کفر کے درمیان، نماز کا چھوڑنا ہے۔''[3]

یعنی نماز کا پڑھنا، آدمی اور کفر و شرک کے درمیان ایک رکاوٹ ہے، جب ایک شخص نماز چھوڑ دیتا ہے، تو گویا اس نے اس رکاوٹ کو دُور کر دیا، اور وہ کفر و شرک میں داخل ہو گیا۔ اِس اعتبار سے بے نماز مسلمان، کافر و مشرک شمار ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ

كَانَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ

---

[1] النساء 103:4 [2] الروم 31:30

[3] صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، حديث:82

الْاَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ.

”حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سوائے نماز کے کسی بھی عمل کے ترک کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔“ [1]

یعنی صحابہ کے نزدیک ترکِ نماز، کفر تھا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے بھی فرمایا:

اَلْعَهْدُ الَّذِیْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ.

”وہ عہد، جو ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان ہے، نماز ہے، چنانچہ جس نے نماز چھوڑ دی، اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔“ [2]

نماز کی اہمیت اِس سے بھی واضح ہے کہ قیامت کے دِن سب سے پہلے نماز ہی کی بابت باز پُرس ہوگی۔ ارشادِ نبوی ہے:

اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ النَّاسُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ اَعْمَالِهِمُ الصَّلَاةُ.

”سب سے پہلی چیز، جس کا قیامت کے دن، لوگوں کے اعمال میں سے حساب لیا جائے گا، وہ نماز ہے۔“ [3]

نماز کی اِسی اہمیت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا:

مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِی الْمَضَاجِعِ.

”اپنے بچوں کو، جب وہ سات سال کے ہو جائیں، نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں، (اور نماز میں سستی کریں) تو ان کو اِس پر سزا دو اور (اس عمر

---

[1] جامع الترمذی، الإیمان، باب ماجاء فی ترك الصلاة، حدیث: 2622.

[2] جامع الترمذی، الإیمان، باب ماجاء فی ترك الصلاة، حدیث: 2621.

[3] سنن أبی داود، الصلاة، باب قول النبی ﷺ: کل صلاة لایتمها صاحبها......، حدیث: 864.

میں) ان کے بستر بھی ایک دوسرے سے الگ کردو۔''[1]

سات یا دس سال کی عمر میں بچہ نابالغ ہوتا ہے اور شرعی احکام کا مکلّف نہیں ہوتا۔ اِس کے باوجود نبی ﷺ نے اس عمر کے بچے کو نماز پڑھنے کی تلقین کرنے اور اس پر اسے سرزنش کرنے کا حکم دیا، تو مطلب اس سے یہ ہے کہ ابتدائے شعور ہی سے یہ بات بچے کے ذہن میں نقش ہو جائے کہ نماز اِسلام کا نہایت اہم فریضہ ہے اور اس کے بغیر مسلمانی کا تصور نہیں کیا جا سکتا، نیز اس لیے کہ بلوغت کے بعد، جب اس پر اِسلام کے احکام و فرائض کی پابندی ضروری ہو گی تو وہ نماز میں تساہل یا تغافل نہ کرے، بلکہ نماز کی پابندی، کھانے پینے اور سونے جاگنے جیسے معمولات کی طرح، اس کی زندگی کا ایک مستقل معمول ہو۔

[1] سنن أبي داود، الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة؟ حديث: 495، وجامع الترمذي، الصلاة، باب ماجاء متى يؤمر الصبي بالصلاة ؟ حديث: 407.

باب دوم

احکام ومسائل کا بیان

## نماز کی شروط کا بیان

طہارت: نماز کے احکام و مسائل میں سب سے پہلے وہ چند شرائط ہیں، جن کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اور ان شروط میں سے ایک شرط طہارت ہے جس کا مطلب صفائی اور پاکیزگی ہے۔اس کی اسلام میں بڑی فضیلت اور تاکید بیان کی گئی ہے۔علاوہ ازیں یہ شرط ایسی ہے کہ اس کے بغیر نماز جائز نہیں۔نماز کے لیے طہارت کا مطلب، ظاہری اور حکمی نجاست سے پاک ہونا ہے۔

ظاہری نجاست سے پاک ہونے کا مطلب ہے کہ کپڑے صاف ستھرے ہوں اور ان پر کوئی نجاست لگی ہوئی نہ ہو، یعنی ان پر پیشاب کے چھینٹے ہوں نہ حیض ونفاس کا خون اور نہ منی کے قطرے۔ اگر کپڑے پر ان میں سے کوئی چیز لگی ہو تو اس حصے کا دھو لینا کافی ہے جس پر مذکورہ گندگی لگی ہوئی ہے، سارے کپڑے تبدیل کرنے ضروری نہیں۔ جیسے خون یا منی والا حصہ دھو لیا جائے۔ اگر پیشاب کے چھینٹے واضح نہ ہوں، تو پھر کپڑے تبدیل کر لیے جائیں۔ [1]

---

[1] شیر خوار بچے کے پیشاب کا مسئلہ: البتہ شیر خوار (دودھ پینے والا) بچہ کپڑوں پر پیشاب کر دے، تو وہ اگر لڑکا ہے تو کپڑوں پر چھینٹے مار لینا کافی ہے، اگر وہ لڑکی ہے تو پھر پیشاب کا دھونا ضروری ہے۔ بچے، بچی کے پیشاب کا یہ فرق حدیث سے ثابت ہے۔ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، الوضوء، باب بول الصبیان، حدیث: 223، وصحیح مسلم، الطھارۃ، باب حکم بول الطفل الرضیع......، حدیث:286، وسنن أبی داود: حدیث:375، وسنن ابن ماجه، حدیث:522.

اور حکمی نجاست سے پاک ہونے کا مطلب ہے کہ انسان خود بھی پاک ہو، یعنی اس پر غسل واجب ہو، تو پہلے پاک پانی سے غسل کرے، غسل واجب نہ ہو تو وضو کرے۔

پاک پانی کا مطلب : پانی کو اللہ نے پاک ہی بنایا ہے، یہ گویا پاک بھی ہے اور پاک کرنے والا بھی۔ پانی کے قدرتی ذرائع سمندر، دریا، چشمے اور کنویں ہیں۔ ان کا پانی چونکہ جاری ہوتا ہے، اس لیے ان میں بدبودار اشیاء بھی گر جائیں تو پانی ناپاک نہیں ہوتا، پاک ہی رہتا ہے۔ ہاں اگر ان اشیاء کی وجہ سے پانی کا رنگ یا ذائقہ یا بو تبدیل ہو جائے، تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔ کھڑے پانی کا رنگ و بو اور ذائقہ اگر زیادہ دیر تک کھڑا رہنے کی وجہ سے تبدیل ہو جائے تو بالاتفاق وہ پاک کرنے والا ہے۔ اس سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔ [1]

اور ایسے ہی اگر تبدیلی کسی ایسی پاک چیز کے اختلاط سے واقع ہو جس سے پانی کو محفوظ کرنا مشکل ہو تو جب تک اس پر پانی کا اطلاق ممکن ہو تب تک اس کی پاکی باقی ہے۔ یہ حنفیہ، شافعیہ، حنابلہ اور عراقی مالکیوں کا مذہب ہے، اس کو ابن رشد، ابن حزم اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ نے راجح قرار دیا ہے۔ [2]

تاہم اگر پانی کے رنگ و بو اور ذائقہ میں تبدیلی کسی نجس چیز کی وجہ سے ہو تو وہ بالاتفاق نجس ہے۔ [3]

دوسری صورت پانی کے ناپاک ہونے کی یہ ہے کہ پانی اگر دو مٹکوں (پانچ مشکوں یا تقریباً 227 کلو) سے کم ہو اور اُس میں گندگی گر جائے، تو وہ پانی بھی ناپاک ہو جائے گا، اور اس سے وضو کرنا جائز نہ ہو گا۔

سترِ عورت : یہ دوسری شرط ہے اور اس کا مطلب، جسم کے ان حصوں کو چھپانا ہے جن کا چھپانا ضروری ہے۔

---

[1] المغنی: 23/1 بتحقیق الترکی، مجموع الفتاوی: 36/21.

[2] مجموع الفتاوی: 24/21. [3] مجموع الفتاوی: 26/21.

- مرد کے لیے یہ حصہ ناف سے گھٹنوں تک ہے، یعنی مرد کے لیے نماز میں یہ حصہ چھپائے رکھنا نہایت ضروری ہے، تاہم کپڑا زیادہ ہو، تو اُس کا کچھ حصہ کندھوں پر بھی ہونا ضروری ہے۔
- مرد کا سر، نماز میں ننگا رہے یا ڈھکا ہوا؟ اس کی بابت کوئی صراحت نہیں ہے۔ اسی لیے ننگے سر نماز بالاتفاق جائز ہے لیکن ننگے سر رہنا اور ننگے سر ہی نماز پڑھنا رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام کے معمولات کے خلاف ہے۔ ہر وقت سر ڈھانپے رکھنا شیوۂ مسلمانی ہے، اس لیے محض نماز کے وقت سر ڈھانپ لینا اور باقی اوقات میں ننگے سر رہنا پسندیدہ طریقہ ہے نہ ننگے سر نماز پڑھنے کو معمول بنالینا مستحسن امر ہے۔
- عورت کے لیے سوائے ہاتھ، منہ اور پشت پا کے، سارا جسم ڈھانپنا ضروری ہے۔ البتہ ایک موقوف روایت کی رُو سے (جو حجت نہیں ہے) پاؤں کی پشتوں کو بھی ڈھانپنا ضروری ہے۔ گویا عورت کا سارا جسم ہی ایسا ہے کہ نماز میں اسے ڈھانپا جائے، کوئی حصہ بھی سوائے ہاتھ، منہ اور پشت پا کے ننگا نہ رہے، ورنہ اس کی نماز نہیں ہوگی۔

**بعض دیگر ممنوعاتِ نماز:** نبی ﷺ نے نماز میں اِشْتمَالِ صَمّاء سے بھی منع فرمایا ہے اور اس کا مطلب، چادر کا اس طرح اوڑھنا (یا بُکل مارنا) ہے جس سے ہاتھ باہر نکالنے مشکل ہوں۔

اِسی طرح علماء نے بعض ہدایاتِ نبوی سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاجامے، پتلون کے پائینچے چڑھانا، آستینیں چڑھانا، کرتے کا دائرہ اِکٹھا کر کے تہ بند کی ڈب میں یا پاجامے، شلوار کے نیفے میں اڑس لینا، تہ بند کے نیچے لنگوٹی باندھنا، یا عورت کا اپنے جوڑے (چٹیا) کو اِکٹھا کر کے باندھنا، وغیرہ منع ہے۔

چہرے کو ڈھانپ کر یا آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنے کی بھی ممانعت ہے۔

سدل بھی منع ہے، یعنی کندھوں یا سر پر کپڑا ڈال کر اِس کو دو طرف لٹکا ہوا چھوڑ دینا۔ اگر اس کو گرہ لگائی جائے تو پھر ممنوع نہیں ہوگا۔

**استقبالِ قبلہ:** استقبالِ قبلہ کا مفہوم ہے قبلے کی طرف رُخ کرنا۔ نماز کے لیے قبلہ رُو ہونا ضروری ہے، البتہ جنگل یا اندھیرے میں اگر سمتِ قبلہ معلوم نہ ہو تو اور بات ہے۔ ایسی صورت میں اندازے سے نماز پڑھ لی جائے۔ اگر نماز غلط رُخ پر پڑھی گئی ہو گی تب بھی جائز ہو گی، اسے دُہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم لڑائی یا سخت خوف کی حالت میں، کشتی، ہوائی جہاز اور ریل میں، اسی طرح سخت مرض میں، جس میں حرکت ممکن نہ ہو، استقبالِ قبلہ ضروری نہیں، بشرطیکہ نماز کا وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو۔

تاہم نفلی نماز سواری پر پڑھی جاسکتی ہے چاہے اس کا رخ کسی طرف بھی ہو۔ صرف آغاز میں اس کا رخ قبلے کی طرف کرنا ضروری ہے۔

**تعدیلِ ارکان:** یہ چوتھی شرط ہے اور اس کا مطلب، نماز کے ہر رُکن کو سنتِ نبوی علیہ الصلاۃ والسلام کے مطابق ادا کرنا ہے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

**صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ**

''تم نماز اِس طرح پڑھو، جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔''[1]

اِس لیے نماز کو من مانے طریقے یا کسی مخصوص فقہی طریقے سے نہیں پڑھنا بلکہ اس طرح اطمینان سے پڑھنا ہے جیسے آپ ﷺ اطمینان، یکسوئی اور خشوع خضوع سے پڑھتے تھے۔ سنت کے خلاف یا اطمینان سے خالی نماز بے فائدہ ہے، وہ عنداللہ نامقبول ہو گی کیونکہ اس میں تعدیلِ ارکان کی بنیادی شرط مفقود ہے۔

## وضو کا طریقہ اور اس کے مسائل

وضو کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے صرف بِسْمِ اللّٰہِ پڑھیں۔ پوری ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھنا ضروری نہیں۔

[1] صحيح البخاری، الأذان، باب الأذان للمسافرين إذا كانوا جماعة......، حديث:631.

**جدید غسل خانوں کا حکم:** آج کل غسل خانوں میں عام طور پر ایک کونے میں فلش بھی لگا ہوتا ہے، وہاں وضو یا غسل کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ کا پڑھنا کیسا ہے؟ ظاہر ہے کہ وہاں اللہ کا نام لینا صحیح نہیں۔ اس لیے اس کا حل یہ ہے کہ غسل خانے میں داخل ہونے سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ لی جائے، یہ سب کاموں کے لیے کافی ہوگی کیوں کہ بیت الخلاء میں داخلے کے وقت اس دعا: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ'[1] کے علاوہ بِسْمِ اللّٰهِ کا پڑھنا بھی ثابت ہے۔[2] بہر حال کسی صاف جگہ یا وضو خانے میں وضو کرنا ہو، تو بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنے کے بعد،

- دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھوئیں۔
- پھر ایک چلّو پانی لے کر آدھے پانی سے کُلّی کریں اور آدھا ناک میں ڈالیں، اور ناک کو بائیں ہاتھ سے جھاڑیں۔
- اس کے بعد منہ دھوئیں۔
- پھر ایک چلّو لے کر اسے ٹھوڑی کے نیچے داخل کر کے ڈاڑھی کا خلال کریں۔
- پھر دایاں ہاتھ اور اس کے بعد بایاں ہاتھ کہنی تک دھوئیں۔
- پھر سر کا مسح اس طرح کریں کہ دونوں ہاتھ سر کے اگلے حصے سے گدی تک پیچھے لے جائیں، پھر پیچھے سے ہاتھ آگے اسی جگہ لے آئیں جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔ اس طرح ایک دفعہ ہی سر کا مسح کیا جائے۔
- کانوں کے مسح کے لیے الگ دوبارہ پانی لینے کی ضرورت نہیں، بلکہ سر کا مسح کرنے کے

---

[1] صحيح البخاري، الوضوء، باب ما يقول عند الخلاء، حديث: 142، وصحيح مسلم، الطهارة، باب ما يقول إذا أراد دخول الخلاء، حديث: 375.

[2] سنن ابن ماجه، الطهارة، باب ما يقول [الرجل] إذا دخل الخلاء، حديث: 297، وصححه الألباني في إرواء الغليل: 87/1، رقم الحديث: 50.

بعد اسی پانی سے کانوں کا مسح اس طرح کریں کہ شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں سے گزار کر کانوں کی پشت پر انگوٹھوں کے ساتھ مسح کریں۔

- پھر دایاں پاؤں ٹخنوں تک اور پھر بایاں پاؤں ٹخنوں تک دھوئیں۔
- ہاتھوں کے دھوتے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان اور پاؤں دھوتے وقت پاؤں کی انگلیوں کے درمیان خلال کریں۔
- اگر وضو والی جگہوں میں سے کسی جگہ زخم ہو اور اس پر پٹی بندھی ہوئی ہو، تو پٹی پر مسح کر لینا کافی ہے۔
- سر کے مسح کے علاوہ، ہر عضو کو تین تین، دو دو اور ایک ایک دفعہ دھونا جائز ہے، یعنی ایک ایک مرتبہ بھی ہر عضو کو دھو لینے سے وضو صحیح ہو جائے گا، اور سر کا مسح تو ہے ہی صرف ایک مرتبہ۔ اور زیادہ سے زیادہ ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھویا جا سکتا ہے اس سے زیادہ کسی بھی عضو کو دھونا جائز نہیں ہے بلکہ اسے نبی ﷺ نے برائی اور زیادتی سے تعبیر فرمایا ہے۔[1]

(وضو کے بعد وہ مسنون دعائیں پڑھیں جو اس کی بابت وارد ہیں، وہ دعاؤں کے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔)

**نیند سے جاگ کر پہلے ہاتھ دھوئیں:** اگر آپ نیند سے بیدار ہوئے ہیں، تو سب سے پہلے تین مرتبہ اپنے ہاتھ دھوئیں، اس کے بعد کسی برتن میں ہاتھ ڈالیں اور وضو کریں۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''پتہ نہیں نیند میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں لگا ہے؟''[2]

نبی ﷺ رات کو اُٹھ کر سب سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔ بلکہ آپ نے ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کو پسند فرمایا ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا: ''اگر مجھے امت کے مشقت

---

[1] حوالہ جات کے لیے صحیح البخاری وصحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث میں کتاب الوضوء ملاحظہ فرمائیں۔

[2] صحیح البخاری، الوضوء، باب الاستجمار وترا، حدیث: 162، وصحیح مسلم، الطهارة، باب كراهة غمس المتوضئ وغيره يده ......، حدیث: 278.

میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہوتا، تو میں انھیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''[1]
ایک اور حدیث میں مسواک کر کے پڑھی گئی نماز کی فضیلت میں کہا گیا ہے کہ اس کا ثواب ستر گنا زیادہ ہے۔[2]

**کوئی جگہ خشک نہ رہے:** وضو میں جن اعضا کا دھونا ضروری ہے، جس کی تفصیل بیان کی جا چکی ہے، انھیں اچھی طرح دھویا جائے، کوئی جگہ خشک نہ رہے، اگر کوئی جگہ ذرا سی بھی خشک رہ جائے گی، تو وضو نہیں ہوگا۔ اس پر نبی ﷺ نے سخت وعید بھی بیان فرمائی ہے اور ایسے شخص کو دوبارہ وضو کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔[3]

**نیل پالش کی صورت میں وضو کا حکم:** آج کل عورتوں میں نیل پالش کا بڑا رواج ہے، اس قسم کا رواج بے دینوں کا شعار ہے۔ دین دار عورتوں کو اِن رواجوں سے بچنا چاہیے۔ نیل پالش ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے پانی ناخن تک نہیں پہنچتا اور یوں وضو نہیں ہوتا، اس لیے اس سے اجتناب ضروری ہے۔

**موزوں اور جرابوں پر مسح کرنے کا بیان:** احادیث میں موزوں اور جرابوں کے لیے خفین، نعلین، جورب اور تساخین کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اوّل الذکر دو الفاظ عام طور پر چمڑے کے موزوں کے لیے اور ثانی الذکر الفاظ سوتی، اُونی اور چمڑے کی جرابوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں، بلکہ اہلِ لغت کی صراحت کی رُو سے ہر وہ چیز جورب ہے جسے لفافے کی طرح پاؤں میں پہن لیا جائے اور جس سے پاؤں ڈھک جائیں۔ اس تعریف کی رُو سے

---

[1] صحیح البخاری، الجمعة، باب السواك یوم الجمعة، حدیث: 887، وصحیح مسلم، الطھارة، باب السواك، حدیث: 252.

[2] شعب الإیمان للبیھقی: 96/6 وضعّفه الألبانی فی سلسلة الأحادیث الضعیفة حدیث: 1503

[3] صحیح مسلم، الطھارة، باب وجوب غسل الرجلین بکمالھما، حدیث: 241، وباب وجوب استیعاب جمیع أجزاء محل الطھارة، حدیث: 243.

جرابیں سوت کی بنی ہوئی ہوں یا نائیلون کی، اُون کی ہوں یا چمڑے کی، سب پر جورب کا اطلاق صحیح ہے، اور جرابوں پر مسح کرنا احادیث سے ثابت ہے، خود رسول اللہ ﷺ نے بھی خفین پر مسح کیا ہے۔[1] اور اہلِ لغت نے خفین کو بھی جوربین میں شامل کیا ہے۔

ہماری اس بات کی تائید حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ایک اثر سے بھی ہوتی ہے جو صحیح سند سے مروی ہے، جس کی سند کو علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ نے ''جید'' قرار دیا ہے اور اس اثر کو ترمذی کے حاشیے پر نقل فرمایا ہے۔ وہ اثر یہ ہے:

''ازرق بن قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ بے وضو ہو گئے تو انھوں نے وضو کیا، اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور اُونی جرابوں پر مسح کیا، میں نے ان سے کہا: کیا آپ ان جرابوں پر مسح کر رہے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا:

اِنَّهُمَا خُفَّانِ وَلٰكِنَّهُمَا مِنْ صُوْفٍ.

''یہ بھی موزے ہیں، لیکن اُون کے ہیں۔''

علامہ احمد شاکر مصری رحمہ اللہ یہ اثر نقل کر کے لکھتے ہیں:

وَهٰذَا الْاَثَرُ عَنْ اَنَسٍ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهُ — وَهُوَ مِنْ اَهْلِ اللُّغَةِ — يَرٰى اَنَّ الْجَوْرَبَيْنِ يُطْلَقُ عَلَيْهِمَا اسْمُ الْخُفَّيْنِ اَيْضًا، وَاَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنْ ذٰلِكَ مَا يَسْتُرُ الرِّجْلَيْنِ، مِنْ غَيْرِ نَظَرٍ اِلٰى مَا يُصْنَعُ مِنْهُ، جِلْدًا اَوْ صُوْفًا اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ.

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ اثر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے نزدیک جرابوں پر خفین (موزوں) کا اطلاق بھی صحیح ہے اور حضرت انس اہل زبان میں سے ہیں (اس لیے ان کی بات معتبر ہے) اور اس سے مقصود ایسی چیز ہے جو پیروں کو ڈھانپ لے،

[1] صحيح البخاري، الوضوء، باب إذا أدخل رجليه وهما طاهرتان، حديث: 206.

قطع نظر اس کے کہ وہ کس چیز کی بنی ہوئی ہے چمڑے کی ہے یا اُون کی یا ان کے علاوہ کسی اور چیز کی۔"[1]

**جرابوں پر مسح کرنے کی واضح روایت:** علاوہ ازیں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہی سے ایک روایت ترمذی میں موجود ہے جس میں نعلین کے ساتھ جرابوں پر بھی مسح کرنے کا ذکر ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

**تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ۔**

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور جرابوں اور (چمڑے کے) موزوں (جوتوں) پر مسح کیا۔"[2]

امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور ان کے علاوہ دیگر محققین حدیث نے بھی ان کی تائید کی ہے، کیونکہ حضرت مغیرہ کی یہ روایت صحیح بخاری میں بھی ہے، لیکن ترمذی میں یہ روایت جرابوں پر مسح کرنے کے اضافے کے ساتھ ہے۔ اس اضافے کو بیان کرنے والا راوی، ثقہ ہے اور ثقہ راوی کا اضافہ محدثین کے نزدیک بالاتفاق صحیح ہوتا ہے، چنانچہ ان مسلمہ اصولوں کی روشنی میں علامہ احمد شاکر مصری، علامہ جمال الدین قاسمی، امام العصر شیخ البانی، امام ابن دقیق العید وغیرھم رحمہم اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے موزوں کے ساتھ جرابوں پر بھی مسح کرنے کا اثبات کیا ہے۔ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت کو مختلف مواقع پر محمول کیا ہے، یعنی یہ کسی ایک ہی وقت کا واقعہ نہیں ہے، بلکہ مختلف واقعات ہیں، کسی وقت آپ نے موزوں پر اور کسی وقت جرابوں پر مسح فرمایا ہے۔[3]

---

[1] جامع الترمذی (حاشیة) أبواب الطهارة، باب ماجاء فی المسح علی الجوربین والنعلین: 169/1، حدیث: 99 بتحقیق أحمد محمد شاکر (مصر).

[2] جامع الترمذی، أبواب الطهارة، باب ما جاء فی المسح علی الجوربین والنعلین، حدیث: 99.

[3] تفصیل کے لیے دیکھیے، تعلیقات أحمد شاکر علی جامع الترمذی: 1/167-169، وإرواء الغلیل: 1/137-138، والمحلی لابن حزم: 2/84-87.

**صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل:** امام خطابی فرماتے ہیں کہ 13 صحابہ سے جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے اور کسی صحابی سے ان کی مخالفت ثابت نہیں۔ امام احمد بھی اس کے جواز کے قائل ہیں اور ان کی بنیاد یہی صحابہ کا عمل اور صریح قیاس ہے، کیونکہ موزوں اور جرابوں کے درمیان کوئی ایسا مؤثر فرق نہیں ہے کہ جس کی بنا پر ان کے درمیان حکم میں کوئی فرق کرنا صحیح ہو۔ [1]

مذکورہ احادیث، آثارِ صحابہ، اہلِ لغت کی صراحت اور قیاسِ صریح سے واضح ہے کہ جرابوں اور موزوں پر مسح کرنا جائز ہے، چاہے وہ چمڑے کے ہوں یا اُون کے، سوتی ہوں یا نائیلون کے، موٹے ہوں یا پتلے۔ ہر قسم کی جرابوں پر مسح کیا جا سکتا ہے، ان کے درمیان فرق کرنا صحیح نہیں ہے، بشرطیکہ جرابیں پہنتے وقت انسان باوضو ہو۔

**مسح کرنے کی مدت:** وضو کی حالت میں پہنی ہوئی جرابوں پر مقیم آدمی ایک رات اور ایک دن اور مسافر تین دن اور تین راتیں مسح کر سکتا ہے، البتہ احتلام اور جنابت کی صورت میں یہ رخصت ختم ہو جائے گی کیونکہ ان صورتوں میں غسل واجب ہو جاتا ہے، البتہ قضائے حاجت سے یہ رخصت ختم نہیں ہو گی بلکہ برقرار رہے گی اور مذکورہ مدت کے اندر مقیم اور مسافر پیر دھونے کی بجائے جرابوں پر مسح کر سکتے ہیں۔ [2]

**نواقضِ وضو:** یعنی جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور وہ حسب ذیل ہیں:

1. مذی اور ودی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مذی، اس لیس دار پانی کو کہتے ہیں جو انسان کے آلۂ تناسل کے سرے پر اس وقت نمودار ہوتا ہے جب وہ اپنی بیوی سے شہوت اور دل لگی کی باتیں کرتا ہے، اور ودی وہ گاڑھا سفید پانی ہے جو پیشاب سے قبل یا بعد میں خارج ہوتا ہے، ان دونوں سے غسل واجب نہیں ہوتا، البتہ آلۂ تناسل کو صاف کر کے اور

---

[1] مختصر سنن أبي داود، للمنذري، باب المسح على الجوربين: 122/1.

[2] صحيح مسلم، الطهارة، باب التوقيت في المسح على الخفين، حديث:276، وجامع الترمذي، الطهارة، حديث: 96.

کپڑے کو دھو کر وضو کرنا ضروری ہے۔ تاہم منی کے اخراج سے غسل واجب ہو جاتا ہے اور یہ وہ سفید مادہ ہے جو ہم بستری کے بعد یا حالتِ خواب میں عضوِ مخصوص سے لذت اور جوش کے ساتھ ٹپک کر نکلتا ہے۔ یہی قطراتِ منی انسان کی تخلیق وتولید کا باعث بنتے ہیں۔

② بول و براز کے بعد وضو کرنا ضروری ہے۔

③ کپڑوں کے بغیر شرم گاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

④ ہوا خارج ہونے سے، لیکن محض شک سے نہیں بلکہ اگر آدمی آواز سُنے یا بد بو محسوس کرے، تو پھر دوبارہ وضو کرے۔

⑤ باقاعدہ لیٹ کر گہری نیند سونے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے، البتہ اُونگھ سے نہیں ٹوٹتا۔

⑥ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد بھی دوبارہ وضو کرنے کا حکم ہے۔

## غسلِ واجب کا طریقہ

غسل واجب کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے استنجا وغیرہ سے فارغ ہو، اور صفائی کے بعد نماز کی طرح وضو کرے، سر کا مسح کرنے کی بجائے تین چلّو (یا تین ڈونگے) پانی سر پر ڈالے، اِس کے بعد سارے بدن پر پانی ڈال کر نہالے اور آخر میں دونوں پیر دھولے، اس طرح غسل کرنے کے بعد دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بشرطیکہ غسل کے دوران شرم گاہ کو ہاتھ نہ لگے۔ شرم گاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو برقرار نہیں رہے گا، ایسی صورت میں نماز کے لیے دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے۔

❁ عورت کے لیے غسل جنابت میں بالوں کی مینڈھیاں یا چوٹی (گوندھے ہوئے بالوں کا) کھولنا ضروری نہیں، البتہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچنا چاہیے، تاہم حیض یا نفاس کے غسل میں میڈھیاں کھولنی ضروری ہیں۔

غسل کب واجب ہوتا ہے؟ غسل دو صورتوں میں واجب ہوتا ہے۔ ① خواب میں احتلام ہو جائے ② یا بیوی سے ہم بستری کی ہو۔ ایک تیسری صورت صرف عورت کے لیے ہے اور وہ یہ کہ اس کے حیض یا نفاس کے ایام پورے ہو جائیں، تو اس کے پاک ہونے کے لیے بھی غسل کرنا ضروری ہے، کیونکہ حیض اور نفاس کے ایام میں وہ حکماً ناپاک ہوتی ہے، اِسی لیے ان ایام میں اس کے لیے نماز معاف ہے اور روزے رکھنے بھی ممنوع ہیں، تاہم روزوں کی قضا بعد میں ضروری ہے۔

جمعہ اور عیدین کے دن غسل کرنا بعض علماء کے نزدیک واجب اور بعض کے نزدیک مستحب (پسندیدہ) ہے۔ اسی طرح میت کو غسل دینے والے کے لیے بھی غسل مستحب ہے۔

غسل خانے میں پیشاب کرنا ممنوع ہے، اس لیے پیشاب کرنا ہو تو پہلے کر لیا جائے اور پھر نہانے کے لیے غسل خانے میں داخل ہو، یا اگر ایک ہی جگہ دونوں چیزوں کا اہتمام ہو، جیسا کہ آج کل یہ صورت عام ہے، تو پہلے فلش میں پیشاب وغیرہ سے فارغ ہو لے، اس کے بعد غسل کرے۔

## تیمّم کا بیان

پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کر کے نماز پڑھی جائے جیسے سفر میں بعض دفعہ پانی ملتا ہے نہ پانی کی جگہ کا ہی علم ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں تیمّم کر کے نماز پڑھنی جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے لیے بیماری کی وجہ سے پانی کا استعمال خطرناک ہو تو وہ بھی تیمّم کر سکتا ہے۔

تیمّم جس طرح وضو کا قائم مقام ہے اسی طرح غسل کا بھی ہے، یعنی پانی نہ ملنے کی صورت میں جیسے وضو کی بجائے تیمّم کیا جا سکتا ہے ایسے ہی کسی پر غسل واجب ہو تو وہ بھی تیمّم کر سکتا ہے۔

تیمّم کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ زمین پر یا گرد و غبار والی چیز پر مار کر ان کو آپس میں ملا

جائے پھر ان پر پھونک مار کر چہرے اور دونوں ہاتھوں کی پشتوں پر، پہلے دائیں ہاتھ، پھر بائیں ہاتھ کی پشت پر پھیر لیا جائے، پھر انھی ہاتھوں کو منہ پر پھیر لیا جائے۔[1] منہ کے لیے دوبارہ ہاتھ زمین پر مارنے کی ضرورت ہے نہ کہنیوں وغیرہ پر ہاتھ پھیرنے کی۔

جن چیزوں سے وضوٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں پانی ملنے کی صورت میں یا جس عذر کی وجہ سے تیمّم کیا تھا، اس کے ختم ہو جانے پر تیمّم کا جواز بھی ختم ہو جاتا ہے۔ ورنہ جب تک تیمّم نہیں ٹوٹتا، اس سے متعدد نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں، جیسے وضو برقرار رہے تو کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔

## سُترے کا بیان

نمازی کے آگے سے گزرنا سخت ممنوع ہے، اس لیے نمازیوں کو بھی تاکید کی گئی ہے کہ وہ سُترہ رکھے بغیر نماز نہ پڑھیں۔ جنگل، گزرگاہ اور کھلی فضا میں سُترے کے طور پر پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز (لاٹھی برچھی وغیرہ) رکھ کر نماز پڑھی جائے۔ اس کا اندازہ ایک ہاتھ یا اس سے کچھ زیادہ لمبائی (یعنی سوا، ڈیڑھ فٹ اُونچائی) کیا گیا ہے یا پھر کوئی دیوار یا ستون آگے ہو۔ گزرنے والا سُترے کے آگے سے گزر سکتا ہے۔[2]

**اگر سُترہ نہ ہو تو......؟** نمازی کے آگے اگر سُترہ نہ ہو، تو گزرنے والا کتنے فاصلے سے گزر سکتا ہے؟ اس کی بابت سنن ابی داود میں ایک حدیث آتی ہے کہ پتھر پھینکنے کے بقدر دُوری سے گزرنا جائز ہے۔ لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ بعض علماء نے اس کا اندازہ تین صف بیان

---

[1] صحيح البخاري، التيمم، باب المتيمم هل ينفخ فيهما؟ حديث: 338، وصحيح مسلم، الحيض، باب التيمم، حديث: 368.

[2] صحيح البخاري، الصلاة، باب سترة الإمام سترة من خلفه، حديث: 495، وصحيح مسلم، باب سترة المصلّي والندب إلى الصلاة إلى سترة ......، حديث: 503,499.

کیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اتنے فاصلے سے گزرنا جائز ہے کہ نمازی کی نگاہ اس پر نہ پڑے جبکہ نمازی کی نگاہ اپنی سجدہ گاہ پر ہو، (جیسا کہ حکم ہے) تو اس کی نگاہ تین صف کے بقدر دُوری سے گزرنے والے پر نہیں پڑتی، یا کم از کم اس کی شناخت اسے نہیں ہوتی۔ اس لیے تین صف والی رائے صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اس سے کم فاصلے پر نمازی کے آگے سے گزرنا ممنوع ہوگا۔

سُترے کے لیے زمین پر خط کھینچ دینا کافی نہیں ہے کیونکہ اِس کے بارے میں مروی حدیث ضعیف ہے۔

**بیت اللہ میں نمازی کے آگے سے گزرنے کا حکم:** ایک حدیث میں بیت اللہ میں نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنے کو جائز بتلایا گیا ہے، لیکن یہ روایت بھی سنداً ضعیف ہے، اِس لیے وہاں بھی نمازی کے آگے سے گزرنا ممنوع ہے کیونکہ اِستثنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ آج کل کثرت ہجوم اور ضعیف حدیث کی شہرت کی بنا پر لوگ خانہ کعبہ میں سُترے کا اہتمام کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔ ایسا سمجھنا یا کرنا درست نہیں۔ عملی طور پر اس پر وہاں عمل کرنا مشکل یا ناممکن ہو تو اور بات ہے، لیکن اپنی طرف سے اس کے لیے جہاں ممکن ہو وہاں بھی اس کی کوشش نہ کرنا اور بات ہے۔ پہلی صورت میں یہ گناہ شاید قابل معافی ہو لیکن دوسری صورت میں تو قابلِ معافی نہیں ہو سکتا، اِس لیے بیت اللہ میں بھی امکانی حد تک سُترے کا اہتمام کرنے کی سعی ضروری کرنی چاہیے، پھر اگر لوگوں کی لاپروائی کی وجہ سے عمل نہ ہو سکے، تو عند اللہ معافی کی اُمید ہے۔

## اوقاتِ نماز

- زوال، یعنی سورج کے ڈھلتے ہی ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سایۂ اصلی کے علاوہ ایک مثل سایہ ہونے تک رہتا ہے۔

- عصر کا وقت سایۂ اصلی کے علاوہ ایک مثل ہونے سے شروع ہوکر سورج کے غروب ہونے تک رہتا ہے۔
- سورج کے غروب ہوتے ہی مغرب کا وقت شروع ہوتا ہے اور جب تک شفق غائب نہ ہو جائے، باقی رہتا ہے۔
- شفق کے غائب ہوتے ہی عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور نصف رات تک رہتا ہے۔
- فجر کا وقت صبح صادق سے سورج کے طلوع ہونے تک رہتا ہے۔

نبی ﷺ، عشاء کی نماز کے سوا، ہر نماز اوّل وقت میں پڑھتے تھے اور اوّل وقت ہی کو آپ نے افضل قرار دیا ہے۔ اسی لیے آپ فجر کی نماز اتنے اندھیرے میں پڑھ لیتے تھے کہ صحابہ ایک دوسرے کو پہچانتے نہیں تھے۔ صرف عشاء کی نماز آپ تاخیر سے پڑھتے تھے اور آپ نے اپنی اُمت کو بھی تاخیر سے پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔[1]

**سایۂ اصلی معلوم کرنے کا طریقہ:** علماء نے یہ بیان فرمایا ہے کہ ایک سیدھی لکڑی کھڑی کی جائے اور سائے پر نظر رکھی جائے، جب مغرب کی طرف سے سایہ گھٹتے گھٹتے انتہا کو پہنچے، یعنی اس کے بعد گھٹنا بند ہو جائے بلکہ مشرق کی طرف بڑھنا شروع ہو جائے، تو اس سائے کو یاد رکھے، یہی سایۂ اصلی ہے، اور یہی وہ وقت ہے جب سورج دن کے وسط میں ہوتا ہے، جس کو نصف النہار بھی کہا جاتا ہے اور یہی زوال کا وقت ہے۔ نصف النہار پر آ کر سورج ڈھلنا شروع ہو جاتا ہے۔ زوال کا یہ لمحہ نہایت مختصر، یعنی چند سیکنڈ ہی ہوتا ہے، تاہم احتیاطاً 5,4 منٹ انتظار کر لیا جائے کیونکہ زوال کا وقت بھی مکروہ اوقات میں سے ہے۔ اِس وقت نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ زوال ہوتے ہی ظہر کے وقت کا آغاز ہو جاتا ہے۔

**مکروہ اوقات:** زوال کے علاوہ، فجر کی نماز کے بعد سے سورج کے طلوع ہونے تک

---

[1] صحيح البخاري، الأذان، باب انتظار الناس قيام الإمام العالم، حديث:867، وصحيح مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، حديث:612

اور اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک، مکروہ اوقات ہیں، یعنی ان میں نفلی نماز پڑھنی ممنوع ہے۔ [1]

تاہم قضا شدہ یا کوئی اور خاص سبب والی نماز پڑھی جاسکتی ہے [2] (جیسے تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو

---

[1] صحیح البخاری، مواقیت الصلاۃ، باب الصلاۃ بعد الفجر……، حدیث:581، وصحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب الأوقات التی نهی عن الصلاۃ فیها، حدیث:825.

[2] نماز عصر کے بعد کوئی نماز ادا کرنا سلف صالحین کے ہاں مختلف فیہ امر رہا ہے۔ عصر کے بعد نماز پڑھنے کی صورتیں درج ذیل ہیں:

① فوت شدہ فرائض کی قضا ادا کرنا۔

② سنن مؤکدہ کی قضا ادا کرنا، مستقل دو رکعت نماز، نماز جنازہ اور سببی نماز ادا کرنا۔

③ مطلق نوافل ادا کرنا۔

پہلی صورت میں نماز ادا کرنا بالاتفاق جائز ہے۔

دوسری صورت میں تین چیزیں ہیں:

* فی نفسہٖ سنن مؤکدہ کی قضا ادا کرنا مختلف فیہ ہے، اس لیے کہ ان کی فضیلت ان کے اوقات ہی میں ادا کرنے پر موقوف ہے، مثلاً: ظہر سے پہلے چار رکعتوں کی فضیلت وغیرہ۔ یہ فضیلت اسی صورت میں حاصل ہوسکتی ہے جب انھیں ان کے وقت پر ادا کیا جائے۔ اگر کوئی شخص ان پر مواظبت و مداومت کرتا ہے اور کبھی کسی وجہ سے اس کی یہ سنتیں رہ جاتی ہیں تو بعد میں ادا کرنا جائز ہے۔
* اور عصر کے بعد دو رکعتیں مستقل ادا کرنا اور ان پر مواظبت کرنا رسول اللہ ﷺ ہی کا خاصا ہے۔ (عون المعبود:4/107)
* نماز جنازہ اور سببی نمازوں کے بارے میں اختلاف ہے لیکن زیادہ قابلِ ترجیح بات یہی ہے کہ یہ نمازیں ادا کرنا جائز ہیں۔

تیسری صورت مطلق نوافل کی ہے اور یہی صورت بالعموم مختلف فیہ ہے۔ ذیل میں ان احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس کے جواز یا عدم جواز پر دلالت کرتی ہیں۔

مطلق نہی کی روایات جن میں عصر کے بعد نماز پڑھنا مطلقاً ممنوع ہے، چاہے وہ نفلی نماز ہو یا فرضی وسببی نماز، جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: لَاصَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ ”عصر کے ◂◂

وغیرہ) لیکن محدثین کے نزدیک مکۃ المکرمہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے، یعنی وہاں تینوں مکروہ اوقات (بعد نماز فجر وعصر اور زوال کے وقت) میں بھی نوافل بالخصوص بعد الطواف دوگانہ ادا کرنا جائز ہے جس کی دلیل حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس میں نبی ﷺ نے فرمایا:

يَابَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوْا اَحَدًا يَّطُوْفُ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَيُصَلِّيْ اَيَّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ۔

◄◄ بعد سورج غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں ہے۔" (صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، حديث: 827، اسی طرح یہ روایت باقی کتب حدیث میں بھی موجود ہے۔)

اس موضوع پر اگر صرف یہی روایت ہوتی تو بجائے فیصلہ کن تھی لیکن جب اس حدیث کے باقی طرق یا اس موضوع کی دوسری روایات کو دیکھا جائے تو مسئلے کی نوعیت بدل جاتی ہے۔

یہ حدیث عام ہے اور بہت سی صورتوں میں اس کی تخصیص کی گئی ہے، مثلاً: فوت شدہ فرائض کی قضا ادا کرنا، جنازہ اور سببی نمازیں ادا کرنا وغیرہ، انھیں پڑھنے کے دلائل طویل ہیں اور بخوفِ طوالت قلم انداز کیے جاتے ہیں۔

اسی طرح عصر کے بعد نوافل کے لیے بھی یہ نہی مطلق نہیں ہے بلکہ بعض دلائل اسے مقید کرتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ عصر کے بعد سورج غروب ہونے کے قریب نماز پڑھنا ممنوع ہے مطلقاً منع نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ "بے شک نبی ﷺ عصر کے بعد نماز سے روکتے تھے الا یہ کہ سورج ابھی بلند ہو۔" (سنن أبي داود، التطوع، باب من رخص فيها إذا كانت الشمس مرتفعة، حديث: 1274).

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ممانعت کا تعلق غروب آفتاب کے قریب نماز پڑھنے سے ہے، اس سے قبل جائز ہے۔ اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا يَتَحَرّٰى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا "کوئی شخص طلوع شمس اور اس کے غروب کے وقت نماز پڑھنے کی کوشش نہ کرے۔" (صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي......، حديث: 828). اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ منع کا حکم غروب آفتاب کے قریب نماز پڑھنے کے ساتھ خاص ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَإِذَا غَابَ ◄◄

’’اے بنو عبد مناف! اس گھر (بیت اللہ) کا طواف کرنے سے کسی کو مت روکو، اور وہ رات یا دن کی جس گھڑی میں چاہے نماز پڑھے۔‘‘[1]

## نماز با جماعت کی تاکید اور احکامِ جماعت

نماز میں عام طور پر سستی اور وقت بے وقت پڑھنے کی جو کوتاہی ہوتی ہے، اس کی وجہ جماعت سے نماز نہ پڑھنا ہے۔ جب آدمی جماعت میں شامل ہو کر نماز نہیں پڑھتا تو وہ شیطان کے وسوسوں کا شکار ہو جاتا ہے، مثلاً: شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ ابھی تو بہت وقت باقی ہے، گاہکوں کا ہجوم ہے میں پہلے انھیں نمٹا لوں، فلاں مصروفیت ہے اور فلاں کام ہے یا مہمان

◄◄ حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَغِيبَ ’’...... جب سورج کا کنارہ غائب ہو جائے تو پھر نماز کو غروب آفتاب تک مؤخر کر دو۔‘‘ (صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، حديث: 829).

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتّٰى تَغْرُبَ ’’اور جب سورج غروب کے لیے جھک جائے تو غروب ہونے تک (نماز نہ پڑھو)۔ (صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، حديث: 831).

اسی طرح سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، جسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے سلسلۂ احادیث صحیحہ رقم: 200 میں ابن حزم رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس کی سند کو صحیح کہا ہے، وہ فرماتے ہیں: لَمْ يَنْهَ عَنِ الصَّلَاةِ إِلَّا عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ ’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غروب آفتاب کے قریب ہی نماز پڑھنے سے روکا تھا۔‘‘ اسی طرح کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی عصر کے بعد نوافل پڑھنا ثابت ہیں جس کی تفصیل ذیل میں دیے گئے مراجع سے دیکھی جا سکتی ہے۔

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: صحيح مسلم، النووي: 160/6، وعون المعبود: 4/105-109، وسلسلة الأحاديث الصحيحة: 387/1، حديث: 200، والمحلى لابن حزم: 3/23-31.

هذا ما عندنا و الله أعلم بالصواب. (عثمان منیب)

[1] سنن أبي داود، الحج، باب الطواف بعد العصر، حديث: 1894، وجامع الترمذي: الحج، باب ماجاء في الصلاة بعد العصر و بعد الصبح لمن يطوف، حديث: 868.

آئے ہوئے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ اِس قسم کے بہت سے عذر اور حیلے اس کے سامنے ہوتے ہیں جن میں شیطان اس کو پھنسائے رکھتا ہے۔ اگر آدمی یہ نیت اور عزم رکھے کہ میں نے ہر صورت میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی ہے تو وہ یقیناً شیطان کے دام فریب سے بچ سکتا ہے۔ اسلام میں باجماعت نماز پڑھنے کی نہایت سخت تاکید کی گئی ہے اور مذکورہ قسم کے عذروں کو قابلِ قبول تسلیم نہیں کیا گیا ہے [1] حتی کہ نابینا افراد تک کو بھی گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی گئی، [2] اِس لیے ہر مسلمان مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ نہ صرف نماز پڑھے بلکہ ہر نماز باجماعت پڑھے، کسی قسم کی بھی مصروفیت ہو، جماعت کے مقابلے میں اُسے اہمیت نہ دے اور پانچوں وقت مسجد میں حاضر ہوکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھے

اب ذیل میں جماعت کے مختصر احکام ملاحظہ فرمائیں۔

صفوں کی درستی: جماعت میں صفوں کی درستی نہایت ضروری ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ۔

”اپنی صفیں برابر (درست) کرو، اس لیے کہ صفوں کا برابر کرنا اقامتِ صلاۃ میں سے ہے۔“ [3]

چنانچہ نبی ﷺ صفوں کو برابر اور درست کرنے کا اس طرح اہتمام فرماتے تھے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے اور اپنا پیر دوسرے کے پیر سے ملا دیتا تھا۔ اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک آدمی اپنا ٹخنہ دوسرے آدمی کے ٹخنے سے ملا دیتا تھا۔ [4]

---

[1] نماز باجماعت کی اہمیت کے لیے درج ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں: صحیح البخاری، أحادیث: 657,649,645,644، وصحیح مسلم، أحادیث: 654,651,650 .

[2] صحیح مسلم، المساجد، باب یجب إتیان المسجد علی من سمع النداء، حدیث: 653 .

[3] صحیح البخاری، الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلاة، حدیث: 723 ، وصحیح مسلم، الصلاة، باب تسویة الصفوف، حدیث: 433 .

[4] صحیح البخاری، الأذان، باب إلزاق المنکب بالمنکب، والقدم بالقدم فی الصف، حدیث: 725 .

اکثر مسجدوں میں صفوں کو درست کرنے کا اس طرح اہتمام نہیں کیا جاتا جس کا نقشہ مذکورہ دو صحابیوں نے بیان کیا ہے، حالانکہ صفیں درست کرنے کا مطلب اور طریقہ وہی ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں صحابۂ کرام نے عمل کیا نہ کہ وہ طریقہ جس پر آج کے مسلمان عامل ہیں۔

**صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنے کا مسئلہ:** رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اکیلا صف کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے، تو آپ نے اسے نماز لوٹانے کا حکم دیا۔[1] اس سے معلوم ہوا کہ اکیلے صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ لیکن اگر اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو بعد میں آنے والا نمازی کیا کرے؟ اکیلا صف میں کھڑا ہو جائے یا اگلی صف سے کسی کو پیچھے کھینچ کر اپنے ساتھ ملا لے؟ پیچھے کھینچ کر ملانے کی بابت ایک حدیث تو آتی ہے، لیکن وہ سنداً ضعیف ہے، اس لیے بعض علماء کے بقول وہ اکیلا ہی نماز پڑھ لے، کیونکہ یہ ایک اضطراری صورت ہے۔ پیچھے آدمی کھینچنے والی حدیث بھی صحیح نہیں ہے اور اکیلے صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا بھی ممنوع ہے لیکن اس اضطرار کی وجہ سے اس کی نماز صحیح ہو جائے گی، البتہ اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود جان بوجھ کے پیچھے اکیلا صف میں نماز پڑھے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اگلی صف سے کسی کو پیچھے کھینچ کر اپنے ساتھ ملا لے، کیونکہ جب دو آدمی باجماعت نماز پڑھ رہے ہوں، تو بعد میں آنے والا شخص مقتدی کو پیچھے کھینچ کر اپنے ساتھ ملا سکتا ہے، اسی طرح اس پر قیاس کرتے ہوئے، اگلی صف سے بھی کسی مقتدی کو پیچھے کھینچ لینا جائز عمل ہوگا۔ اس لیے صف میں اکیلا کھڑا نہ ہو (کیونکہ یہ ممنوع ہے) بلکہ اگلی صف سے کسی کو کھینچ کر اپنے ساتھ ملا لے۔ ہمارے خیال میں پہلا موقف زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

---

[1] سنن أبي داود: الصلاة، باب الرجل يصلي وحده خلف الصف، حديث:682.

اسے امام ابن تیمیہ اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اختیار کیا ہے [1] کیونکہ دوسرے موقف میں جو قیاس کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ دو شخصوں میں سے ایک کو پیچھے ہٹا لینے سے صف میں خرابی والا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا جبکہ جماعت کی صف میں سے کسی کو پیچھے کھینچنے سے صف میں خلا واقع ہو جاتا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

صف میں، مرد اگلی صفوں میں اور بچے پچھلی صف میں کھڑے ہوں۔ اگلی صف میں، مردوں میں سے بھی سمجھ دار قسم کے لوگ امام کے پیچھے اور امام کے قریب ہوں، تاہم ایک ہی مرد ہو تو پھر بچے اس کے ساتھ مل کر کھڑے ہو سکتے ہیں۔

مستقل امام ایسے شخص کو مقرر کرنا چاہیے جو زہد و تقویٰ میں ممتاز ہو۔ کبھی فاسق و فاجر شخص کے پیچھے بھی (اگر نماز پڑھنی پڑ جائے تو) جائز ہے۔ تاہم فاسد العقیدہ شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

اسی طرح جو شخص قرآن زیادہ اچھا پڑھنے والا ہو، وہ دوسروں کی بہ نسبت امامت کا زیادہ مستحق ہے بشرطیکہ وہ قرآن کا علم بھی رکھتا ہو۔

امام کو مقتدیوں کا خیال رکھتے ہوئے مختصر نماز پڑھانی چاہیے لیکن اِختصار کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ نماز میں ارکان کی تعدیل اور اطمینان کو نظر انداز کر دیا جائے، جیسا کہ آج کل اکثر ائمہ حضرات کا طریقہ ہے۔ تعدیلِ ارکان نہایت ضروری ہے، اس کے بغیر نماز نہیں۔ تعدیل کے ساتھ اختصار پیش نظر رہے۔

مقتدیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ امام کی اقتدا کریں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ امام سے سبقت نہ کریں، یعنی کوئی کام بھی، رکوع ہو یا سجدہ، امام سے پہلے نہ کریں، بلکہ ہر کام امام کے بعد کریں۔ اس میں بھی لوگ بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں اور امام سے پہلے ہی رکوع اور

---

[1] سلسلة الأحاديث الضعيفة للألباني: 2/322.

سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے حدیث میں نہایت سخت وعید آئی ہے کہ کہیں اللہ ان کے سر کو گدھے کا سر نہ بنا دے۔ [1]

امام نماز میں قراءت بھول جائے، تو مقتدی اُسے لقمہ دے سکتے ہیں۔ اسی طرح کوئی اور چیز بھول جائے تو مرد سُبْحَانَ اللهِ کہہ کر اور عورتیں تالی بجا کر امام کو یاد کرا سکتی ہیں۔ [2]

اگر دو شخص باجماعت نماز پڑھنا چاہیں، تو امام بائیں جانب اور مقتدی دائیں جانب، ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوں گے، دونوں آگے پیچھے نہیں ہوں گے جیسا کہ عام رواج ہے۔

اگر تیسری عورت ہو، تو وہ پیچھے الگ صف میں کھڑی ہوگی۔

عورت، عورتوں کی ایسی جگہ امامت کرا سکتی ہے جہاں صرف عورتیں ہی ہوں لیکن عورت، مرد امام کی طرح، عورتوں سے آگے نہیں، بلکہ صف کے درمیان میں کھڑی ہوگی۔

مقتدی بھی امام کے ساتھ سورۂ فاتحہ پڑھیں کیونکہ اس کے بغیر کسی کی نماز نہیں، البتہ جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد مقتدی خاموش رہیں، تاہم سری نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی دوسری سورت بھی پڑھیں۔

چار رکعتوں والی فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ بھی کافی ہے، تاہم اس کے بعد کوئی سورت پڑھنا بھی جائز ہے۔

کوئی شخص ایک نماز اپنے گھر میں پڑھ چکا ہے، پھر اسے کسی مسجد میں جانے کا اتفاق ہو جائے اور وہاں اسی نماز کی جماعت ہو رہی ہو، تو اُسے چاہیے کہ وہ جماعت میں شامل ہو

---

[1] صحيح البخاري، الأذان، باب إثم من رفع رأسه قبل الإمام، حديث: 691، وصحيح مسلم، الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود و نحوهما، حديث: 427.

[2] صحيح البخاري، العمل في الصلاة، باب التصفيق للنساء، حديث: 1203، وصحيح مسلم، الصلاة، باب تسبيح الرجال و تصفيق النساء...... حديث: 422.

جائے، یہ اس کی نفلی نماز ہو جائے گی، تاہم اگر کوئی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ چکا ہے تو وہ نماز دوبارہ نہ پڑھے۔

البتہ امام بن کر دوبارہ وہی نماز پڑھا سکتا ہے جو وہ پہلے جماعت کے ساتھ پڑھ چکا ہے۔

رکوع میں ملنے والے شخص کی رکعت نہیں ہوگی، کیونکہ اس سے قیام بھی فوت ہو گیا اور اس نے سورۂ فاتحہ بھی نہیں پڑھی۔

امام کے رکوع میں جانے کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کسی نے قیام کی حالت میں آدھی یا زیادہ سورۂ فاتحہ پڑھ لی ہے، تو وہ مکمل کر کے رکوع میں چلا جائے، تاہم امام کے ساتھ رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو، تو پھر اُسے فوراً رکوع میں چلے جانا چاہیے۔

**جماعت کے ہوتے ہوئے دوسری نماز پڑھنے کی اجازت نہیں:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ۔**

''جب تکبیر ہو جائے، تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں۔''[1]

اِس حدیث کی رو سے سنتیں اور نوافل پڑھنے والوں کو جماعت کی تکبیر شروع ہو جانے کے بعد اپنی سنتیں اور نوافل پڑھنے بند کر دینے چاہییں، ہاں! اگر کوئی تشہد میں بیٹھا ہو تو اور بات ہے۔ وہ سلام پھیر کر جماعت میں شامل ہو سکتا ہے لیکن اگر کسی کی پوری رکعت رہتی ہے تو اسے نیت توڑ کر جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے۔ ہمارے ہاں عام مسجدوں میں جو رواج ہے کہ فجر کی جماعت ہو رہی ہوتی ہے تو لوگ سنتیں پڑھتے رہتے ہیں بلکہ کوئی دورانِ جماعت بھی آتا ہے تو وہ پہلے دو سنتیں پڑھتا ہے اور پھر جماعت میں شامل ہوتا ہے۔ یہ رواج حدیث کے بالکل خلاف ہے، بلکہ اِس طرح نماز ہی نہیں ہوتی۔

**دوبارہ جماعت کا جواز، مگر......:** حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نماز پڑھا چکے تو ایک

[1] صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب كراهية الشروع في النافلة بعد شروع المؤذن......، حديث: 710.

آدمی آیا، آپ نے فرمایا: ''کون ہے جو اس پر صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے؟'' (تاکہ اس کی اِس نیکی سے اسے بھی جماعت کا ثواب مل جائے) تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے اس کے ساتھ نماز پڑھی۔ [1]

اس حدیث سے یہ واضح ہے کہ جس شخص نے بعد میں آنے والے شخص کے ساتھ مل کر نماز پڑھی وہ پہلے جماعت کے ساتھ نماز پڑھ چکا تھا، لیکن اس نے نبی اکرم ﷺ کے فرمانے پر دوبارہ نماز پڑھی تاکہ آنے والے کو جماعت کا ثواب مل جائے۔ اس سے دوبارہ جماعت کا جواز تو یقیناً ثابت ہوتا ہے لیکن اس رواج کی تائید نہیں ہوتی، جو آج کل بعض حلقوں میں عام ہے کہ بہت سے لوگ اصل جماعت کو تو اہمیت نہیں دیتے اور بیٹھے رہتے یا کام میں مصروف رہتے ہیں، اور پھر بعد میں مسجد میں جا کر دوسری جماعت کرا لیتے ہیں اور بعض دفعہ تو تین تین، چار چار مرتبہ جماعتیں ہوتی ہیں۔ یہ تساہل اور اصل جماعت سے گریز، اور دوسری تیسری جماعت کو معمول بنا لینا قطعاً حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔ حدیث میں ایک اتفاقی واقعہ مذکور ہے جس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی عذر کی وجہ سے کسی کی جماعت رہ جائے تو مسجد میں موجود کوئی شخص (امام یا مقتدی بن کر) اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لے، کسی گروہ کے گروہ کا جماعت سے پیچھے رہنا اور پھر بعد میں اپنی جماعت کرانا، اور اسے عادت کے طور پر اختیار کر لینا، اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں اس قسم کی دوسری جماعتوں سے جہری نمازوں میں لوگوں کے لیے سنتیں پڑھنی مشکل ہو جاتی ہیں۔ اِس لیے ہر شخص کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اصل جماعت کے ساتھ مقررہ امام کی اقتدا ہی میں نماز پڑھے اور دوسری جماعت کے جواز کی بنیاد پر تساہل، تغافل اور تخلف (پیچھے رہنے) کا مظاہرہ نہ کرے۔

**سہو ونسیان کا حکم:** اگر نماز میں کسی قسم کی کمی بیشی ہو جائے، تو آخری تشہد میں التحیات،

---

[1] سنن أبي داود، الصلاة، باب في الجمع في المسجد مرتين، حديث: 574، وجامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ماجاء في الجماعة في مسجد قدصلی فيه مرة، حديث: 220.

درود اور دیگر دُعائیں پڑھنے کے بعد سلام پھیرنے سے قبل دو سجدے کرے اور پھر سلام پھیرے۔ انھیں سجدۂ سہو کہا جاتا ہے۔

اگر سلام پھیرنے کے بعد کسی کے بتانے سے علم ہوا کہ نماز میں کمی بیشی ہوگئی ہے تو سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو کیا جائے۔ اور اگر رکعتوں میں کمی رہ گئی ہے، تو کمی پوری کرنے کے بعد سلام پھیرنے سے قبل دو سجدے کر کے سلام پھیرا جائے۔ درمیان میں گفتگو بھی ہو جائے، تو اس سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

نماز کے اندر نمازی رکعات کی تعداد بھول جائے، تین پڑھی ہیں یا چار، تو اسے تین شمار کرے، یعنی یقین پر بنیاد رکھے اور مزید رکعت پڑھ کر سلام پھیرنے سے قبل دو سجدۂ سہو کر لے۔

اگر کوئی شخص قعدۂ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو جائے، تو پھر بیٹھنے کی ضرورت نہیں، آخر میں دو سجدۂ سہو کر لے۔

سجدۂ سہو کرتے وقت تکبیر اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہے۔

**فوت شدہ نمازیں ادا کرنے کا مسئلہ:** نماز کے فوت یا قضا ہو جانے کا مطلب، اسے اپنے وقت پر نہ پڑھنا ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں:

- ایک یہ کہ انسان بھول جائے یا سویا ہوا رہ جائے۔ اس صورت میں حکم یہ ہے کہ جب بھی اسے یاد آ جائے یا بیدار ہو جائے، تو وہ نماز پڑھ لے۔
- دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شدید مجبوری کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکے۔ اس کا حکم بھی یہی ہے کہ فراغت پاتے ہی فوراً اسے ادا کر لے، اسے دوسرے دن کے لیے نہ رکھے، مثلاً: ظہر کی نماز رہ گئی ہے، تو اسے یا تو عصر سے پہلے ہی پڑھ لے۔ اگر عصر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کی وجہ سے وہ ظہر کی نماز پہلے نہیں پڑھ سکتا تو عصر کی نماز کے بعد فوراً پڑھ لے۔ عصر کے بعد فوت شدہ نماز پڑھنی جائز ہے۔
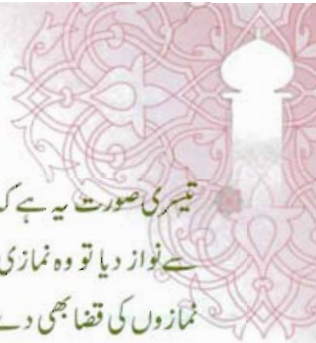
تیسری صورت یہ ہے کہ انسان سالہا سال نماز سے غافل رہا، پھر اللہ نے اسے ہدایت سے نواز دیا تو وہ نمازی بن گیا۔ کیا اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ پچھلے کئی سالوں کی نمازوں کی قضا بھی دے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جتنے سال وہ نماز سے غافل رہا، اتنے سال ہر نماز ڈبل پڑھے تا کہ پچھلی نمازوں کی قضا بھی ہوتی رہے۔ لیکن یہ تکلیف مالا یطاق ہے، اور اس کی کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔ اِس لیے ایسے شخص کے لیے خالص توبہ ہی کافی ہے۔ خالص توبہ کا مطلب ہے، بارگاہِ الٰہی میں سچے دل سے ندامت کا اظہار اور آئندہ کے لیے نماز کی مکمل پابندی، اگر ہو سکے تو نوافل کثرت سے ادا کرے۔

بعض لوگ سالہا سال کی نمازوں کی ادائیگی کے ضروری ہونے کے لیے اُن احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ کوئی شخص بھول کر یا نیند کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکے، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب بھی اسے یاد آ جائے یا بیدار ہو جائے تو اسی وقت اس کی قضا ادا کر لے۔ یہ احادیث بالکل صحیح ہیں اور نسیان یا نیند کی وجہ سے رہ جانے والی نمازوں کا یہی حکم ہے۔ لیکن یہ صورت اس صورت سے بالکل مختلف ہے جس کا تعلق سالہا سال کی غفلت یا ترکِ نماز سے ہے۔ سالہا سال کی چھوڑی ہوئی نمازوں کو ایک دو چھوڑی ہوئی نمازوں کے ساتھ ملا کر دونوں کا ایک ہی حکم قرار دینا قیاس مع الفارق ہے۔ ہم ایسے لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ ایک شخص 25,20 سال رمضان کے روزے نہیں رکھتا اور ایک شخص کے رمضان کے کچھ روزے چھوٹ جاتے ہیں، کیا ان دونوں کا ایک ہی حکم ہے؟ کیا اِن حضرات نے کسی شخص کو 25,20 سال کے روزوں کی قضا کا کبھی فتویٰ دیا ہے؟ اگر نہیں دیا تو پھر 25,20 سال کی نمازوں کی قضا کا فتویٰ کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ لوگ تو ایک وقت کی نماز بھی صحیح طریقے سے ادا نہیں کرتے، وہ سالہا سال تک کس طرح ڈبل نمازیں ادا کریں گے اور اگر کوئی ادا کرے گا بھی تو وہ نماز ہو گی یا کوے کی طرح ٹھونگیں؟

قضا ادا کرنے کی ایک مروجہ صورت یہ بھی ہے کہ ہر سال رمضان المبارک کے آخری جمعۃ المبارک کے دن ہر نماز کی قضا دو دو رکعت پڑھ کر ادا کی جاتی ہے۔اس طرح جتنی نمازیں ممکن ہوں ان کی قضا ادا کی جاتی ہے۔لیکن شریعت میں اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں۔

باب سوم

# نماز کا طریقہ اور نمازِ پنجگانہ کی تفصیل

## نماز کی نیت

ہر کام کرتے وقت انسان کے دل میں اس کی نیت اور ارادہ ہوتا ہے، وہ زبان سے اس کا اظہار کرتا ہے نہ اس کی ضرورت ہی سمجھتا ہے۔ اسی طرح نماز کی بھی نیت نمازی کے دل میں ہوتی ہے، زبان سے مخصوص الفاظ ادا کرنے درست نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ سے نماز کی نیت کے الفاظ منقول نہیں۔ اس لیے اُردو وغیرہ میں نیت کے جو الفاظ ادا کیے جاتے ہیں، وہ خود ساختہ ہیں، انھیں پڑھنے سے گریز کرنا چاہیے۔

## تکبیر تحریمہ

پہلی تکبیر کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں جس کا مفہوم ہے، حرام کر دینے والی تکبیر، یعنی اب نماز میں گفتگو کرنا، دُنیاوی اُمور میں مشغول ہونا اور نماز کے آداب و شرائط کے خلاف کام کرنا حرام ہے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ

''اللہ سب سے بڑا ہے۔''

کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کندھوں یا کانوں کی لَو تک اُٹھائے جائیں اور پھر سینے پر باندھ لیے جائیں۔ نگاہیں اِدھر اُدھر نہ کی جائیں بلکہ سجدے کی جگہ پر مرکوز رہیں۔ حضرت وائل بن

حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهٖ۔

''میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر، سینے پر رکھا۔''[1]

## استفتاح کی دعائیں

**نماز شروع کرنے کی دعا:** نماز کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس موقعے پر یہ نبی ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ نبی ﷺ تکبیر تحریمہ کے بعد حسب ذیل دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔

''اے اللہ! دوری کر دے درمیان میرے اور درمیان میرے گناہوں کے جیسے دوری رکھی ہے تو نے درمیان مشرق اور مغرب کے۔ اے اللہ! صاف کر دے مجھے گناہوں سے جیسے صاف کیا جاتا ہے کپڑا سفید میل کچیل سے۔ اے اللہ! دھو دے میرے گناہ پانی، برف اور اولوں سے۔''[2]

---

[1] صحیح ابن خزیمة:243/1، حدیث:479، و سنن النسائی، الافتتاح، باب فی الإمام إذا رأی الرجل قد وضع شماله علی یمینه، حدیث:889.

[2] صحیح البخاری، الأذان، باب مایقول بعد التکبیر، حدیث:744، وصحیح مسلم، المساجد، باب مایقال بین تکبیرة الإحرام والقراءة، حدیث:598.

**دوسری دُعا:** اسے حمد و ثنا کہا جاتا ہے کیونکہ اِس دعا میں اللہ کی حمد و ثنا ہے، یعنی اللہ کی تعریف اور خوبیاں بیان کرنا۔ یہ دونوں دعائیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ تاہم کسی ایک کا پڑھ لینا بھی کافی ہے۔ (احادیث میں ان کے علاوہ اور بھی کئی دعائیں آتی ہیں)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ.

"پاک ہے تو اے اللہ، اپنی خوبیوں کے ساتھ اور بابرکت ہے نام تیرا اور بلند ہے شان تیری اور نہیں کوئی معبود (سچا) تیرے سوا۔"[1]

## قراءت کا بیان

**تعوذ اور بَسْمَلَہ:** تعوذ کے معنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ ...... پڑھنا اور بسملہ کے معنی ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. پڑھنا، یعنی مذکورہ دعاؤں میں سے کسی ایک دعا کے پڑھنے کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور بِسْمِ اللّٰهِ کا پڑھنا ضروری ہے۔ حسب ذیل تعوذ سب سے زیادہ صحیح ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ.

"میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی (جو) سننے والا جاننے والا ہے، شیطانِ مردود سے اس کی دیوانگی سے، اس کے کبر سے اور اس کے شعروں سے۔"[2]

---

[1] جامع الترمذي، الصلاة، باب مايقول عند افتتاح الصلاة، حديث: 234، وسنن أبي داود، الصلاة باب من رأى الاستفتاح......، حديث: 775، وسنن ابن ماجه: حديث: 806، والمستدرك للحاكم: 235/1.

[2] سنن أبي داود، الصلاة، باب من رأى الاستفتاح......،حديث: 776، وصحيح ابن خزيمة: حديث: 775، وإرواء الغليل: 2/51-53، وصفة صلاة النبي ﷺ للألباني، ص: 76-77.

ملحوظہ 1: مذکورہ تعوذ کی جگہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بھی (جو مشہور ہے) پڑھنا جائز ہے۔

ملحوظہ 2: "مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ" ان الفاظ کا ترجمہ عام طور پر کیا جاتا ہے: ''اس کے وسوسے، اس کی پھونک اور اس کے جادو سے۔'' لغت اور مفہوم کے اعتبار سے یہ ترجمہ بھی درست ہے۔ لیکن ہم نے جو ترجمہ کیا ہے، وہ بعض صحابہ سے مروی ہے،[1] اس لیے وہ راجح ہے۔

ملحوظہ 3: امام جہری نماز میں بسم اللہ اونچی آواز سے بھی پڑھ سکتا ہے اور سری بھی، تاہم سری (آہستہ) آواز میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

''(شروع) اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔''

**قراءت میں ترتیل کا خیال رکھا جائے:** ترتیل کے معنی ہیں ٹھہر ٹھہر کر، آہستہ آہستہ، ہر آیت پر وقف کرتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ نبی ﷺ کا طریقۂ تلاوت بھی یہی تھا۔ اس لیے امام ہو یا مقتدی، ہر نمازی کو نماز میں قرآنِ مجید آرام سے پڑھنا چاہیے تاکہ نماز میں خشوع بھی پیدا ہو، جو نماز میں نہایت ضروری ہے۔

**سورۂ فاتحہ:** تعوذ اور بَسْمَلَہ کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھی جائے۔ اس کا پڑھنا ہر نمازی کے لیے ضروری ہے چاہے وہ امام ہو یا مقتدی، نماز جہری ہو یا سری، اس لیے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

## لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

''اس شخص کی نماز نہیں جس نے (نماز میں) سورۂ فاتحہ نہ پڑھی۔''[2]

اس حدیث میں ''مَنْ'' کا لفظ عام ہے جو ہر قسم کے نمازی کو شامل ہے۔ علاوہ ازیں

---

[1] نيل الأوطار، باب التعوذ للقراءة: 220/2، وصفة صلاة النبي ﷺ للألباني، ص: 76.

[2] صحيح البخاري، الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها، حديث: 756، وصحيح مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة ......في كل ركعة، حديث: 394.

دوسری احادیث میں خود نبی ﷺ اور بعض صحابہ نے بھی وضاحت فرما دی کہ اس حکم میں مقتدی بھی شامل ہے، خواہ نماز سری ہو یا جہری۔[1]

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○﴾ (اٰمِيْن)

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا۔ نہایت رحم کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔ مالک ہے یومِ جزا کا۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ دِکھا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے انعام کیا، جن پر تیرا غضب نہیں ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔''

**آمین:** سورۂ فاتحہ کے آخر میں آمین کہنا مسنون ہے، نیز جہری نمازوں میں امام بھی اونچی آواز سے آمین کہے اور مقتدی بھی۔ مقتدیوں کو امام کی آمین کے بعد آمین کہنی چاہیے۔ ''وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' کے فوراً بعد، جبکہ ابھی امام نے آمین نہ کہی ہو، مقتدیوں کا باآواز بلند آمین کہنا خلاف سنت ہے۔ نبی ﷺ خود بھی ''وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' کے بعد اُونچی آواز سے آمین کہتے تھے اور آپ اتنی آواز سے کہتے تھے کہ پہلی صف میں آپ کے اِردگرد کے لوگ سن لیتے۔[2] حضرت عبداللہ بن زبیر اور ان کے مقتدی اتنی بلند آواز سے آمین کہتے تھے کہ مسجد گونج اُٹھتی تھی۔[3]

---

[1] صحیح ابن حبان: 162,152/5، وصحیح مسلم، الصلاۃ، باب وجوب القراءۃ فی کل رکعۃ، حدیث: 395.

[2] جامع الترمذی، الصلاۃ، باب ماجاء فی التأمین، حدیث: 248، وسنن أبی داود، باب التأمین وراء الإمام، حدیث: 932.

[3] صحیح البخاری، باب جهر الإمام بالتأمین، قبل الحدیث: 780 معلقًا.

اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس میں آپ نے فرمایا: ''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی تو اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''[1] اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام اور مقتدی دونوں کو آمین اونچی آواز سے کہنی چاہیے۔

**آمین کے معنی اور آمین کہنے کا ادب:** آمین کے معنی ہیں: قبول فرما، یعنی اے اللہ! سورۂ فاتحہ کے آخر میں ہم نے صراطِ مستقیم کی جو دُعا مانگی ہے، اسے قبول فرما۔ گویا آمین کہنا، قبولیتِ دعا کی درخواست کرنا ہے۔ اس لیے آمین کا اونچی آواز سے کہنا تو بلاشک وشبہ صحیح ہے۔ لیکن اس میں عاجزی اور انکساری کا اظہار بھی ضروری ہے۔ اس لیے آواز کو اتنا بلند کرنا کہ تواضع اور عاجزی کی حدود سے نکل جائے، صحیح نہیں۔ بنا بریں آمین کہتے ہوئے آواز ضرور بلند کی جائے، لیکن گلا نہ پھاڑا جائے کہ اس میں بے ادبی وگستاخی ہے، جبکہ یہ موقع اپنی بندگی وعاجزی کے اظہار کا ہے۔

**سورۂ فاتحہ کے بعد:** اگر جہری نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جا رہی ہو، تو اس صورت میں مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد خاموشی کے ساتھ امام کی قراءت سننی چاہیے، البتہ سری یا انفرادی نماز ہو تو پھر سورۂ فاتحہ کے بعد قرآنِ کریم کی چند آیات یا کوئی ایک سورت پڑھی جائے، جیسے سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس یا کوئی اور سورت۔ آپ بڑی سے بڑی سورت بھی پڑھ سکتے ہیں اور چھوٹی سے چھوٹی سورت بھی۔ متعدد سورتیں بھی پڑھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔

## رکوع کا بیان

**رکوع کی دعا:** قراءت سے فارغ ہو کر رفع الیدین کرتے ہوئے رکوع کیا جائے رکوع

---

[1] صحيح البخاري، الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين، حديث: 780، وصحيح مسلم، الصلاة، باب التسميع والتحميد والتأمين، حديث: 410.

میں پیٹھ بالکل ہموار ہو، سر والا حصہ اُونچا ہو نہ نیچا۔ رکوع میں یہ دعائیں یا ان میں سے کوئی ایک دعا کم از کم تین مرتبہ پڑھی جائے، زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ.

''پاک ہے تو اے اللہ! ہمارے رب! اپنی خوبیوں کے ساتھ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے۔''[1]

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ.

''پاک ہے میرا رب عظمتوں والا۔''[2]

نبی ﷺ ان کے علاوہ اور بھی دعائیں پڑھتے تھے جو کتب حدیث میں درج ہیں۔

**رکوع سے اُٹھتے وقت کی دعا:** رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے پھر رفع الیدین کریں اور یہ دعا پڑھیں:

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ

''سُن لی اللہ نے اس شخص کی بات جس نے اس کی تعریف کی۔''

رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ.

اے رب ہمارے! تیرے لیے ہی ہے تعریف۔ تعریف بہت، پاکیزہ، برکت کی گئی اس میں۔''[3]

**رکوع میں جاتے اور اُٹھتے وقت رفع الیدین:** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ

---

[1] صحيح البخاری، الأذان، باب الدعاء فی الرکوع، حديث: 794، وصحيح مسلم، الصلاة، باب مايقال فی الرکوع والسجود، حديث: 484.

[2] صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة فی صلاة الليل، حديث: 772.

[3] صحيح البخاری، الأذان، باب: 126، حديث: 799.

يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوْعِ . وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ .

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو رفع الیدین کرتے یہاں تک کہ آپ کے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر ہو جاتے، اور اسی طرح آپ (رفع الیدین) اس وقت کرتے جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اُٹھاتے تو اُس وقت بھی یہ (رفع الیدین) کرتے۔''[1]

اِس حدیث میں تکبیر تحریمہ، رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت، تین موقعوں پر رفع الیدین کا اثبات ہے اور چوتھی مرتبہ آپ جب دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو ہاتھ باندھنے سے قبل رفع الیدین کرتے۔[2]

ملحوظہ: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے، تو تم کہو: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ '' اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے رکوع سے سر اُٹھایا اور کہا: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ،تو ایک آدمی نے کہا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ . . . مُبَارَكًا فِيْهِ (تک) تو نماز سے فراغت کے بعد نبی ﷺ نے اس شخص کی تحسین کی اور فرمایا: ''میں نے 30 سے زیادہ فرشتے دیکھے جو ان کلمات کا ثواب لکھنے میں ایک دوسرے سے جلدی کر رہے تھے۔''[3]

اِس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ امام جہری نماز میں جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے، تو مقتدی رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (تا آخر) کہیں، تاہم جب کوئی شخص جماعت سے الگ اکیلا نماز پڑھے، جیسے سنتیں اور نوافل وغیرہ، تو اُسے سَمِعَ اللّٰهُ سے لے کر مُبَارَكًا فِيْهِ تک پوری دعا پڑھنی چاہیے اور امام کو بھی چاہیے کہ وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کے ساتھ

---

[1] صحيح البخاري : الأذان، باب رفع اليدين إذا كبّر وإذا رفع، حديث: 736 .

[2] صحيح البخاري، الأذان، باب رفع اليدين إذا قام من الركعتين، حديث: 739 .

[3] صحيح البخاري، الأذان، باب فضل: اللّٰهم ربنالك الحمد، حديث: 799 .

رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ بھی پڑھے۔

قومے کا بیان: رکوع کے بعد کھڑے ہونے کو قومہ کہا جاتا ہے، جس میں مذکورہ دعا پڑھنی ہے۔ نبی ﷺ قومے میں بہت دیر تک کھڑے رہا کرتے تھے، اور مذکورہ دعا کے علاوہ اللہ کی حمد و تسبیح پر مشتمل اور بھی دعائیں پڑھتے تھے۔ اس کے بعد سجدہ کرتے، چنانچہ آپ سے ایک دعا، جو قومے میں پڑھتے تھے، یہ بھی منقول ہے:

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.

''اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے سب تعریف ہے، آسمانوں اور زمین بھر، اور اُس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے اس کے بعد، اے تعریف اور بزرگی کے لائق، تو سزاوار ہے اس کا جو کہا بندے نے، جب کہ ہم سب تیرے ہی بندے ہیں، اے اللہ! نہیں کوئی روکنے والا اس چیز کو جو تو دے، اور نہیں کوئی دینے والا اسے، جسے تو روک لے۔ اور نہیں فائدہ دیتی صاحب حیثیت کو تجھ سے، اس کی حیثیت۔'' [1]

قومے میں ہاتھ باندھنے کا مسئلہ: بعض لوگ رکوع سے کھڑے ہو کر قومے میں پھر ہاتھ باندھ لیتے ہیں لیکن یہ عمل صحیح نہیں، اس لیے کہ اس کی کوئی واضح دلیل ان کے پاس نہیں ہے۔

## سجدے کے احکام

سجدے میں جاتے وقت زمین پر پہلے اپنے ہاتھ اور پھر گھٹنے رکھیں، یعنی ایسے نہ بیٹھیں

[1] صحيح مسلم، الصلاة، باب مايقول إذا رفع رأسه من الركوع، حديث: 477.

جیسے اونٹ بیٹھتا ہے۔ [1] اونٹ پہلے گھٹنے زمین پر ٹیکتا ہے، اس لیے نمازی سجدے میں جاتے ہوئے پہلے ہاتھ زمین پر رکھے۔

سجدے میں ہتھیلیوں اور گھٹنوں کے ساتھ پیشانی اور ناک بھی اچھی طرح زمین پر لگائیں، کیونکہ سجدہ سات ہڈیوں پر کرنے کا حکم ہے: دو ہتھیلیاں، دو گھٹنے، دونوں پیروں کے اطراف (پنجے) اور (ساتویں ہڈی) ناک سمیت پیشانی۔ [2]

- دونوں ہاتھ کانوں یا کندھوں کے برابر رکھیں۔
- ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملی ہوئی ہوں، جدا جدا نہ ہوں۔
- پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلے کی طرف مڑے ہوں۔
- دونوں ایڑیاں ملا کر رکھی جائیں۔
- سینہ، پیٹ اور رانیں زمین سے اونچی رکھیں۔
- اسی طرح کہنیوں کو زمین پر ٹکائیں نہ پہلوؤں سے ملائیں، بلکہ زمین سے اونچی اور پہلوؤں سے الگ کشادہ رکھیں۔ [3]

یہ سب احکام مرد و عورت دونوں کے لیے یکساں ہیں۔

عورتیں بھی مردوں ہی کی طرح سجدہ کریں: عورتیں زمین سے چمٹ کر سجدہ نہ کریں، اس لیے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

---

[1] سنن أبی داود، الصلاۃ، باب کیف یضع رکبتیه قبل یدیه، حدیث: 840.

[2] صحیح البخاری، الأذان، باب السجود علی الأنف، حدیث: 812، وصحیح مسلم، الصلاۃ، باب أعضاء السجود ......، حدیث: 490.

[3] صحیح البخاری، الأذان، باب سنة الجلوس فی التشهد، حدیث: 828,822,812، وصحیح مسلم، الصلاۃ، باب الاعتدال فی السجود ......، حدیث: 493,490، وسنن أبی داود، حدیث: 859,726,734، والمستدرك للحاکم: 227/1، وسنن الدار قطنی: 348/1، والسنن الکبرٰی للبیهقی: 166/2.

وَلَا یَنْبَسِطْ اَحَدُکُمْ ذِرَاعَیْهِ انْبِسَاطَ الْکَلْبِ۔

”تم میں سے کوئی شخص (سجدے میں) اپنے بازو کتے کی طرح نہ بچھائے۔“[1]

اس حکم میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔

سجدے کی دعا: سجدے کی بھی متعدد دعائیں ہیں۔ یہاں صرف دو درج کی جاتی ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک دعا پڑھی جا سکتی ہے۔ دونوں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ ہر دعا کم از کم تین مرتبہ پڑھیں۔

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔

”پاک ہے میرا رب بلند تر۔“[2]

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ۔

”پاک ہے تو اے اللہ! ہمارے رب! اپنی تعریفوں سمیت۔ اے اللہ! مجھے بخش دے۔“[3]

دو سجدوں کے درمیان کی دعائیں: پہلے سجدے سے اُٹھ کر اطمینان سے بیٹھنا اور ذیل کی دعا پڑھنا ضروری ہے۔ اطمینان سے بیٹھے بغیر فوراً دوسرے سجدے میں چلے جانا خلاف سنت ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔

”اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور میرے نقصان پورے کر اور مجھے بلندی

---

1. صحیح البخاری، الأذان، باب لا یفترش ذراعیه فی السجود، حدیث:822.
2. صحیح مسلم، صلاة المسافرین، باب استحباب تطویل القراءة فی صلاة اللیل، حدیث:772.
3. صحیح البخاری، الأذان،باب الدعاء فی الرکوع، حدیث:794، وصحیح مسلم، الصلاة، باب مایقال فی الرکوع والسجود، حدیث:484.

عطا فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے عافیت دے اور مجھے روزی عطا فرما۔'' [1]

دوسری دعا: دو سجدوں کے درمیان یہ دعا بھی نبی ﷺ سے منقول ہے:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ رَبِّ اغْفِرْلِیْ۔

''اے میرے رب! مجھے بخش دے، اے میرے رب! مجھے بخش دے۔'' [2]

جلسۂ استراحت: پہلی رکعت کا دوسرا سجدہ کر کے فوراً کھڑے نہ ہوں بلکہ آرام سے بیٹھ جائیں۔ اِس کے بعد دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں۔ دوسری رکعت کے بعد تشہد کے لیے بیٹھا جاتا ہے۔ تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں تو پھر پہلی رکعت کی طرح رفع الیدین کریں اور پھر ہاتھ باندھیں۔ تیسری رکعت پوری کر کے، پھر جلسۂ استراحت کریں اور پھر چوتھی رکعت کے لیے کھڑے ہوں، اور چوتھی رکعت میں تشہد بیٹھیں اور نمازِ مغرب ہو، تو تیسری رکعت کے بعد ہی آخری تشہد بیٹھ جائیں۔ [3]

## تشہد کا بیان

عام طور پر دو رکعت والی نماز میں ایک تشہد اور تین اور چار رکعت والی نماز میں سوائے وتر کے دو تشہد ہوتے ہیں۔ دونوں کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

تشہد کی دعائیں: پہلے اور دوسرے دونوں تشہد میں التحیات اور درود شریف پڑھیں:

---

[1] سنن أبي داود ، الصلاة، باب الدعاء بين السجدتين، حديث:850، وجامع الترمذي، باب ما يقول بين السجدتين، حديث:284، وا لسنن الكبرى للبيهقي ، باب مايقول بين السجدتين، حديث: 2750، مذکورہ دعا کے مکمل الفاظ کسی ایک جگہ نہیں ہیں، تینوں روایات کے مجموعے سے یہ ثابت ہیں۔

[2] سنن أبي داود، الصلاة، باب يقول الرجل في ركوعه وسجوده، حديث:874.

[3] صحيح البخاري، الأذان، باب من استوى قاعدًا في وتر......، حديث:824,823، وسنن أبي داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، حديث:730، نیز دیکھیے: جامع الترمذي، حديث:804، وسنن ابن ماجه، حديث:1061.

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللهِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

''عظمت وسلامتی اللہ کے لیے ہے اور دعا وعبادت کا مستحق بھی وہی ہے اور پاکیزہ کلمات کا سزاوار بھی۔ سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ نہیں کوئی (سچا) معبود مگر اللہ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''[1]

ملحوظہ: ''اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ'' کے ایک دوسرے معنی بھی کیے جاتے ہیں، یعنی قولی عبادات، بدنی عبادات اور مالی عبادات۔

درود شریف:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

''اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر، جیسے تو نے رحمتیں نازل کیں ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر، بے شک تو تعریف کے قابل ہے بزرگی والا۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر، جیسے

[1] صحیح البخاری، الأذان، باب التشهد فی الآخرة، حدیث: 831، وصحیح مسلم، الصلاة، باب التشهد فی الصلاة، حدیث: 402.

برکتیں نازل کیں تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر، بے شک تو تعریف کے قابل ہے بزرگی والا۔"[1]

**قعدۂ اُولیٰ اور قعدۂ ثانیہ کے احکام:** تشہد کو قعدہ بھی کہا جاتا ہے۔ قعدہ کے معنی ہیں بیٹھنا۔ دو رکعت پڑھ کر اور تیسری یا چوتھی رکعت میں آرام سے بیٹھ کر التحیات اور درود شریف پڑھا جاتا ہے، اس لیے اسے قعدہ کہتے ہیں۔

پہلا، قعدہ اولی یا تشہد اول اور دوسرا، قعدہ ثانیہ یا آخری تشہد کہلاتا ہے۔ قعدہ اولیٰ میں التحیات کے ساتھ درود شریف پڑھنا مستحب ہے کیونکہ نبی ﷺ نے پہلے تشہد میں بھی درود شریف پڑھا ہے۔[2] اور آخری تشہد میں تو درود پڑھنا ضروری ہے۔ قعدے کے ضروری احکام درج ذیل ہیں:

پہلے اور دوسرے دونوں قعدوں میں بیٹھتے ہی سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ والی) انگلی تریپن کا حلقہ بنا کر اُٹھالی جائے اور آخر تک اُٹھائی رکھی جائے۔

قعدے کا طریقہ یہ ہے کہ بایاں پاؤں بچھا کر دائیں پاؤں کو کھڑا رکھیں اور سرین (کولھے) پر بیٹھ جائیں۔ اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھیں البتہ دائیں ہاتھ کی سبابہ انگلی کے ساتھ اشارہ کریں، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔[3] انگلی کو حرکت دینی ہے یا نہیں؟ دینی ہے تو کہاں دینی ہے؟ اول تو اشارہ ہی کافی ہے، تاہم اگر کوئی حرکت بھی دے لے، تو گنجائش ہے۔ لیکن اِس کے لیے کسی خاص موقعے کا ثبوت نہیں ہے، جیسے بعض لوگ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے اِلَّا اللّٰهُ پر انگلی اُٹھانے کے قائل ہیں، یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اسی طرح

---

[1] صحیح البخاری : الأنبياء، باب: 10، حديث: 337

[2] اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: تفسیر "أحسن البيان" الأحزاب ، آیت: 56 کا حاشیہ، وصفة صلاة النبي ﷺ للألبانی ، وأحسن الكلام فی الصلاة والسلام، از عبدالغفور اثری۔

[3] صحیح مسلم ، المساجد، باب صفة الجلوس فی الصلاة و كيفية وضع اليدين على الفخذين، حديث :580.

انگلی کو مسلسل حرکت دیتے رہنے کا بھی کوئی واضح ثبوت نہیں۔ انگلی سے اشارہ کرنا دراصل توحید کی گواہی دینا ہے اور یہ مقصد صرف انگلی کے اشارے سے حاصل ہو جاتا ہے، اور حدیث میں حرکت دینے کا جو ذکر ہے تو اس کا مقصد مسلسل حرکت دینا نہیں ہے، بلکہ ایک دو مرتبہ حرکت دینے سے حدیث پر عمل ہو جاتا ہے۔ واللّٰہ أعلم.

آخری قعدے یا تشہد میں (چاہے وہ دو رکعت کے بعد ہو یا تین رکعات کے بعد یا چار رکعات کے بعد) تورّک کرنا ہے، یعنی نمازی دائیں پیر کو اس طرح کھڑا رکھے کہ انگلیاں قبلے کی طرف ہوں، اور اپنے بائیں پیر کو اپنی دائیں پنڈلی کے نیچے سے نکالے اور بائیں جانب کے کولھے پر بیٹھ جائے۔[1] نبی ﷺ اپنے آخری تشہد میں اسی طرح بیٹھا کرتے تھے۔ آپ نے یہ عمل بڑھاپے کے ضعف و اضمحلال کی وجہ سے نہیں کیا، بلکہ یہ آپ کا مستقل معمول تھا۔ اس لیے مرد ہو یا عورت، ہر نمازی کو آخری تشہد میں اسی طرح بیٹھنا چاہیے۔

**آخری تشہد کی دعائیں:** آخری تشہد میں بھی پہلے التحیات اور درود شریف پڑھا جائے، (یہ دونوں پہلے گزر چکے ہیں) اور پھر وہ دعائیں پڑھی جائیں جو اس موقعے پر نبی ﷺ نے پڑھی ہیں۔ احادیث میں متعدد دعائیں منقول ہیں۔ یہاں ان میں سے صرف تین دعائیں نقل کی جاتی ہیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ وَمَآ اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ وَمَآ اَسْرَفْتُ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ.

”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذاب قبر سے، اور تیری پناہ میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے، اور تیری پناہ میں آتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے۔ اے

[1] سنن أبي داود، استفتاح الصلاة، باب افتتاح الصلاة، حديث: 730

اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں، گناہ اور قرض سے۔"[1]

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

"اے اللہ! بلاشبہ میں نے ظلم کیا ہے اپنے نفس پر ظلم بہت زیادہ، اور نہیں معاف کر سکتا گناہوں کو سوائے تیرے، پس تو بخش دے مجھے، اپنی خاص بخشش سے، اور رحم فرما مجھ پر، بے شک تو بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔"[2]

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ وَمَآ اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ وَمَآ اَسْرَفْتُ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ.

"اے اللہ! تو معاف کر دے، میرے اگلے گناہ اور پچھلے گناہ، جو میں نے چھپ کر کیے اور جو لوگوں کے سامنے کیے، اور جو میں نے حد سے تجاوز کیا، اور وہ جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی (نیکی کے کاموں میں) آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر تو ہی۔"[3]

**قبولیت دعا کا خاص موقع اور ایک مسئلہ:** دعا کی قبولیت کے جو اوقات و مواقع احادیث میں بیان کیے گئے ہیں، ان میں ایک "اَدْبَارُ الصَّلٰوۃِ" بھی ہے، یعنی نماز کے

---

[1] صحیح البخاری، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، حدیث: 832، وصحیح مسلم، المساجد، باب مایستعاذ منه فی الصلاۃ، حدیث: 589

[2] صحیح البخاری، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، حدیث:834، وصحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذکر، حدیث: 2705

[3] صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامه، حدیث:771.

پیچھے۔ بہت سے علماء نے لکھا ہے کہ اس دُبر (پیچھے) سے مراد، سلام پھیرنے سے قبل کا یہی وقت ہے جس میں تشہد اور درود کے بعد قبر، دجال، زندگی اور موت کے فتنوں وغیرہ سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ اس اعتبار سے سلام پھیرنے سے قبل کا یہ وقت نہایت مبارک ہے، اس میں زیادہ سے زیادہ دعائیں مانگنی چاہئیں، اس لیے مسئلہ یہ ہے کہ اس موقعے پر، یعنی سلام پھیرنے سے قبل، قرآن و حدیث میں جو دعائیں ہیں، وہ سب پڑھی جا سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ بچوں کو یہ دعا بھی اس موقعے کے لیے یاد کراتے ہیں:

﴿رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ○﴾

''اے میرے رب! بنا دے مجھے قائم کرنے والا نماز کا اور میری اولاد میں سے بھی، اے ہمارے رب! اور قبول فرما میری دعا، اے ہمارے رب! بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ اور تمام مومنوں کو، جس دن کہ قائم ہوگا حساب۔''[1]

سلام: بہر حال، تشہد، درود اور دعاؤں سے فارغ ہو کر سلام پھیر دیا جائے، پہلے دائیں جانب اور پھر بائیں جانب۔ سلام کے الفاظ یہ ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ

''سلام ہو تم پر اور رحمت اللہ کی۔''[2]

## سلام پھیرنے کے بعد کے اعمال

سلام پھیرنے کے بعد بآوازِ بلند

---

[1] إبراهيم 14:40-41.

[2] سنن أبي داود، أبواب الركوع والسجود، باب في السلام، حديث:996.

## اَللّٰهُ اَكْبَرُ

''اللہ سب سے بڑا ہے۔''

کہا جائے۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جائے، تو امام اور مقتدی سب اونچی آواز سے ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب لوگ فرض نماز سے فارغ ہوتے تو اونچی آواز سے اللہ کا ذکر کرتے، جس سے معلوم ہو جاتا تھا کہ سلام پھر گیا ہے۔ اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے خاتمے کا علم بھی اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی آواز سے ہوتا تھا۔[1]

اَللّٰهُ اَكْبَرُ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

**اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ**

''میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے، میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے، میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے (تین مرتبہ)، پھر یہ پڑھتے:

**اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔**

''اے اللہ! تو ہی ''السلام'' ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے، تو بہت بابرکت ہے اے صاحب جلالت وعزت!''[2]

**مزید اذکارِ مسنونہ:** ① نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ نماز کے بعد ہمیشہ یہ دعا پڑھا کرو۔

---

[1] صحیح البخاری، الأذان، باب الذكر بعد الصلاة، حديث:842، وصحيح مسلم، المساجد، باب الذكر بعد الصلاة، حديث:583.

[2] صحيح مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، وبيان صفته، حديث:592,591.

رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

”اے میرے رب! میری مدد فرما اپنے ذکر اور شکر پر اور (اس پر کہ) میں تیری عبادت اچھے طریقے سے کرتا رہوں۔“[1]

② حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ پڑھتے تھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَاۤ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔

”نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، نہیں کوئی شریک اُس کا اُسی کے لیے بادشاہی ہے اور اُسی کے لیے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! نہیں کوئی روک سکتا اس چیز کو جو تو دے، اور نہیں کوئی دے سکتا اس کو جسے تو روک لے، اور نہیں نفع دے سکتی کسی صاحبِ حیثیت کو، تجھ سے، اس کی حیثیت۔“[2]

③ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد یہ پڑھتے تھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّاۤ اِیَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ

---

[1] سنن أبی داود، الوتر، باب فی الاستغفار، حدیث: 1522، والسنن الکبریٰ للنسائی، صفة الصلاة، باب نوع آخر من الدعاء، حدیث: 1226.

[2] صحیح البخاری، الأذان، باب الذکر بعد الصلاة، حدیث: 844، وصحیح مسلم، المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة، حدیث: 593.

كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ.

''نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، نہیں کوئی شریک اس کا، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے سب تعریف ہے اور وہ اوپر ہر چیز کے خوب قادر ہے، نہیں ہے گناہ سے بچنے کی ہمت اور نہ نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ کی توفیق سے۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، اور نہیں ہم عبادت کرتے مگر صرف اسی کی، اُسی کا (ہم پر) احسان ہے اور اُسی کا فضل اور وہی مستحق ہے اچھی تعریف کا، نہیں ہے کوئی معبود (برحق) مگر اللہ ہی، ہم اسی کی خالص بندگی کرتے ہیں، خواہ برا سمجھیں کافر۔''

یہ مذکورہ کلمات ہر نماز کے بعد نبی ﷺ اونچی آواز سے پڑھتے تھے۔ [1] ان کے علاوہ بعض اور بھی دعائیں ہیں جو نبی ﷺ پڑھا کرتے تھے۔

**نماز کے بعد کا ایک اور اہم عمل:** حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر فرض نماز کے بعد پڑھنے والی کچھ تسبیحات ہیں، جن کا پڑھنے یا کرنے والا نامراد نہیں ہوگا، اور وہ ہے: 33 مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ، 33 مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور 34 مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھنا۔'' [2]

ایک دوسری روایت میں، جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص فرض نماز کے بعد اس طرح تسبیحات کا اہتمام کرے گا:

سُبْحَانَ اللهِ 33 مرتبہ
اللہ پاک ہے،

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ 33 مرتبہ
سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے،

اَللّٰهُ اَكْبَرُ 33 مرتبہ
اللہ سب سے بڑا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، حديث: 594.

[2] صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، حديث: 596.

اور اس کے بعد سو کا عدد پورا کرنے کے لیے ایک مرتبہ حسب ذیل دعا پڑھے گا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

''نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، نہیں کوئی شریک اس کا، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اُسی کے لیے تعریف ہے، اور وہ اوپر ہر چیز کے خوب قادر ہے۔''

تو اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ معاف فرما دے گا، خواہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔''[1]

**ایک اور بڑا اہم عمل:** حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا، تو اس کو جنت میں داخل ہونے سے موت کے سوا کوئی چیز نہیں روکتی[2] (موت کے بعد وہ سیدھا جنت میں جائے گا)۔''

### آیۃ الکرسی

﴿اَللهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَــُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ﴾

''اللہ، نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی، زندہ، کائنات کو سنبھالنے والا، نہیں آتی اس کو اونگھ

---

[1] صحيح مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، حديث: 597.

[2] عمل اليوم والليلة للنسائي، حديث: 100، اسے امام ابن حبان اور حافظ منذری نے صحیح کہا ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی صحيح الجامع الصغير، حديث: 6464 میں صحیح کہا ہے۔

اور نہ نیند، اسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، کون ہے جو سفارش کر سکے اس کے ہاں بغیر اس کی اجازت کے؟ وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے، اور نہیں وہ احاطہ کر سکتے کچھ بھی اس کے علم سے مگر جس قدر وہ چاہے، گھیرے ہوئے ہے اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو، اور نہیں تھکاتی اس کو حفاظت اِن دونوں کی، اور وہ بہت بلند ہے بڑی عظمت والا۔"[1]

**نماز کے بعد معوّذات پڑھنے کا حکم:** حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ میں ہر نماز کے بعد معوِّذات پڑھا کروں۔[2]

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، یہ دونوں سورتیں مُعَوِّذَتَیْن (دو پناہ دینے والی سورتیں) کہلاتی ہیں۔ ان میں سورۃ الاخلاص "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" کو شامل کر کے ان کو معوذات کہا جاتا ہے، یعنی پناہ دینے والی سورتیں۔ یہ سورتیں آسیبی (جناتی) اور جادوٹونے کے اثرات کے ازالے کے لیے مفید ہیں۔ اس اعتبار سے ہر نماز کے بعد ان کا پڑھنا نہایت بابرکت عمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسری روایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معوذتین کو بہترین سورتیں کہا اور آندھی، طوفان کے وقت ان کے ذریعے سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے اور آپ نے خود بھی ایسے موقعوں پر ان سورتوں کو اس مقصد کے لیے پڑھا ہے، چنانچہ آپ نے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

يَا عُقْبَةُ تَعَوَّذْ بِهِمَا، فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا ۔

"اے عقبہ! ان کے ذریعے سے پناہ مانگا کرو، چنانچہ کسی پناہ کے طلب گار نے ایسی پناہ نہیں مانگی جیسی ان دو سورتوں کے ذریعے سے مانگی گئی پناہ ہوتی ہے۔"[3]

---

[1] البقرة 2:255.

[2] سنن أبي داود، الوتر، باب الاستغفار، حديث: 1523 .

[3] سنن أبي داود : الوتر، باب في المعوذتين ،حديث: 1463 .

**فرض نماز کے بعد دعا کا مسئلہ:** ہر فرض نماز کے بعد نبی ﷺ سے منقول مذکورہ دعائیں، اِس بات کا ثبوت ہیں کہ نبی ﷺ نماز کے بعد دعا مانگا کرتے تھے۔ لیکن یہ دعا کس طرح ہوتی تھی؟ بس یہی نکتہ سمجھنے والا ہے جس سے یہ مسئلہ آسانی سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ نماز سے فراغت یا ضروری ذکر اذکار کے بعد یا پہلے نبی ﷺ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا نہیں مانگی بلکہ بغیر ہاتھ اُٹھائے مذکورہ دعائیں پڑھیں، اور صحابۂ کرام کو بھی اسی طرح پڑھنے کا حکم دیا۔ اس سے یہ بات واضح ہے کہ مقتدی اور امام دونوں کا باہم مل کر مروجہ طریقے سے دعا مانگنا نبی ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول نہیں تھا، اسی لیے کسی بھی صحیح حدیث میں یہ مروجہ طریقہ بیان نہیں کیا گیا، البتہ انفرادی طور پر ہر شخص جب چاہے دعا مانگ سکتا ہے، اِس میں نماز کے بعد کا وقت بھی شامل ہے۔ اجتماعی دعا کو معمول بنا لینا اور اسے ضروری سمجھنا، دونوں باتیں ہی بلا دلیل ہیں۔ ہمیں نبی ﷺ کی مذکورہ دعائیں یاد کرنی چاہییں اور ہر فرض نماز کے بعد انھی دعاؤں اور تسبیحات کو معمول بنانا چاہیے نہ کہ ان کو نظر انداز کر کے اپنے مروجہ طریقوں کو اپنانے پر اصرار کریں۔

البتہ اگر ضرورت داعی ہو تو کبھی کبھی حسب ضرورت نماز کے بعد اجتماعی دعا کی جا سکتی ہے، جیسے نماز کے بعد کوئی نمازی کہے کہ فلاں شخص بیمار ہے یا میری فلاں حاجت ہے، اس کے لیے دعا فرما دیں۔ اس قسم کی صورتوں میں اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت یا تکلیف کے ازالے کے لیے سب مسلمانوں کا مل کر دعا کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔

اِس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ جس طرح مستقل طور پر مروجہ اجتماعی دعا کا کوئی ثبوت نہیں ہے، اسی طرح نماز کے فوراً بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اجتماعی ورد یا اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وغیرہ کا ورد، یہ سب خود ساختہ طریقے ہیں، جن کا اِس موقع پر پڑھنا نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔

## فرائض کی رکعات کا بیان

نماز پنجگانہ کے فرائض تعداد میں 17 ہیں:

- فجر : دو فرض
- ظہر : چار فرض
- عصر : چار فرض
- مغرب : تین فرض
- عشاء : چار فرض

پانچوں وقت کی نمازوں کی یہ تعداد رکعات وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے۔

## سنتوں کا بیان

ہر فرض نماز کے ساتھ، اِس نماز سے پہلے یا بعد دونوں موقعوں پر، نبی ﷺ نے بطور نوافل کچھ رکعتیں پڑھی ہیں۔ ان کو سنتیں کہا جاتا ہے۔ ان کی دو قسمیں ہیں: ایک سنن مؤکدہ اور دوسری سنن غیر مؤکدہ۔

**مؤکدہ سنتیں:** سنن مؤکدہ وہ ہیں جنھیں نبی ﷺ نے خصوصی اہتمام اور نہایت پابندی سے ادا فرمایا۔ ان کی تعداد بارہ ہے، جو حسب ذیل ہے۔

- فجر کی دو سنتیں: ان کو پڑھ کر دائیں کروٹ پر لیٹنا بھی مستحب ہے۔[1] علاوہ ازیں ان کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے، یہ دو رکعتیں ان سب سے بہتر ہیں۔''[2] اسی لیے علماء سفر میں بھی ان کے پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں۔

---

[1] صحیح البخاری، التهجد، باب الضجعة على الشق الأيمن بعد ركعتي الفجر، حديث: 1160، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات......، حديث: 743، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء فی الاضطجاع بعد ركعتي الفجر، حديث: 420.

[2] صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر......، حديث: 725.

- ظہر سے پہلے چار سنتیں: (دو بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔)[1]
- ظہر کے بعد دو سنتیں۔
- مغرب کی دو سنتیں: جو مغرب کے تین فرضوں کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔
- عشاء کے بعد دو سنتیں۔

ان بارہ رکعتوں (سنن مؤکدہ) کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ان کے پڑھنے والے کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔[2]

علاوہ ازیں ایک روایت میں نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے چار رکعات ظہر سے پہلے اور چار رکعات ظہر کے بعد پڑھیں، اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ اس پر حرام کر دیتا ہے۔''[3] اس سے معلوم ہوا کہ ظہر کے فرضوں کے بعد چار رکعتیں بھی پڑھنا جائز ہے لیکن چار سنتیں، چاہے پہلی ہوں یا بعد کی، دو دو کر کے پڑھنا بہتر ہے۔

**غیر مؤکدہ سنتیں**: ان سے مراد وہ نفلی نمازیں ہیں جو نبی ﷺ نے پابندی اور خصوصی اہتمام کے ساتھ نہیں پڑھیں۔ ان میں عصر کی پہلی چار سنتیں ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو عصر سے قبل چار رکعت پڑھے۔''[4] ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ یہ چار رکعتیں دو دو کر کے پڑھتے تھے۔[5]

---

1. صحیح البخاری، التهجد، باب التطوع بعد المكتوبة، حديث: 1172، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل السنن الراتبة......، حديث: 729.
2. صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل السنن الراتبة......، حديث: 728، وجامع الترمذي، الصلاة، باب ماجاء فيمن صلى في يوم وليلة اثنتي عشرة ركعة من السنة، حديث: 415.
3. جامع الترمذي، الصلاة، باب [منه] آخر، حديث: 427، وسنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن صلى قبل الظهر......، حديث: 1160، ومسند أحمد: 6/426.
4. جامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ماجاء في الأربع قبل العصر، حديث: 430.
5. جامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ماجاء في الأربع قبل العصر، حديث: 429.

**نوافل اور سنتیں دو دو کر کے پڑھی جائیں:** تمام نوافل، یعنی مؤکدہ اور غیر مؤکدہ سنتیں، رات کی ہوں یا دن کی، ان کو دو دو کر کے پڑھنا بہتر ہے۔ [1]

**نماز مغرب سے قبل دو سنتیں:** غیر مؤکدہ سنتوں میں مغرب کی نماز سے پہلے کی دو رکعتیں بھی ہیں، جو عہد رسالت میں ذوق و شوق سے پڑھی جاتی تھیں۔ نبی ﷺ نے ان کی بابت دو مرتبہ فرمایا: صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ "مغرب کی نماز سے پہلے نماز پڑھو۔" تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا: لِمَنْ شَاءَ "جو چاہے۔" یہ آپ نے اس لیے فرمایا کہ کہیں لوگ اسے سنت (مؤکدہ) نہ سمجھ لیں۔ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام یہ دو رکعتیں اتنی کثرت سے پڑھتے تھے کہ نووارد سمجھتا تھا کہ مغرب کی نماز ہو چکی ہے۔ [3]

**نمازِ وتر کے بعد دو رکعتیں:** نماز وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا بھی جائز ہے۔ بعض علماء وتر کے بعد نفلی نماز پڑھنے کو نبی ﷺ کی حدیث "تم اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ۔" [4] کے خلاف سمجھتے ہیں لیکن امام نووی اور دیگر بعض علماء نے اِس حکم کو وجوب کی بجائے استحباب پر محمول کیا ہے کیونکہ خود نبی ﷺ سے بھی وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ابن خزیمہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جب تم میں سے کوئی شخص وتر کے بعد دو رکعت پڑھ لے تو یہ قیام اللیل

---

[1] سنن أبي داود، أبواب التطوع، باب صلاة النهار، حديث: 1295، کچھ اشارہ صحیح بخاری میں بھی ہے۔ صحيح البخاري، التهجد، باب ماجاء في التطوع مثنى مثنى، حديث: 1165

[2] صحيح البخاري، التهجد، باب الصلاة قبل المغرب، حديث: 1183، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب بين كل أذانين صلاة، حديث: 838.

[3] صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتين قبل صلاة المغرب، حديث: 837.

[4] صحيح البخاري، الوتر، باب ليجعل آخر صلاته وترا، حديث: 998، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، حديث: 751

کی طرح ہو جاتا ہے۔'' اس کے بعد لکھا ہے کہ میں وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کے بارے میں مدت تک توقف کا شکار رہا۔ لیکن اِس روایت سے مطلع ہونے کے بعد میں نے اس پر عمل شروع کر دیا اور میں نے یہ جان لیا کہ اِجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا میں امر تخییر (استحباب) کے لیے ہے، وجوب کے لیے نہیں۔ [1]

بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ وتر کے بعد دو نفل بیٹھ کر ہی پڑھے جائیں کیونکہ نبی ﷺ نے بیٹھ کر ہی پڑھے ہیں۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب آدھا ملے گا (جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے) اس لیے کھڑے ہو کر پڑھے جائیں۔ نبی ﷺ کو تو بیٹھ کر پڑھنے کی صورت میں بھی ثواب پورا ملتا تھا، لیکن ہمارے لیے ایسا نہیں ہے۔ [2]

**ہر نماز کے ساتھ نفل ضروری نہیں:** ہمارے ہاں رواج ہے کہ عصر اور فجر کے علاوہ باقی تین نمازوں میں دو رکعت نفل بیٹھ کر ضرور پڑھے جاتے ہیں۔ بلاشبہ یہ تینوں موقع ایسے ہیں کہ ان میں نفل پڑھے جا سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں نفل پڑھنا بھی ایک مستحب (پسندیدہ) عمل ہے لیکن ایک تو دو رکعت نفل کو مذکورہ تینوں نمازوں میں فرض و واجب کی طرح لازمی بنا لینا اور دوسرے، انھیں بیٹھ کر ہی پڑھنا، دونوں باتیں اپنی طرف سے ایجاد کردہ ہیں۔ اس لیے یہ رواج تو یکسر غلط اور قابلِ اصلاح ہے۔ البتہ ظہر اور مغرب کے بعد نوافل پڑھنے کی عام اجازت ہے، جو جتنے چاہے پڑھ لے ان اوقات میں زیادہ نوافل پڑھے جائیں، نیز کھڑے ہو کر پڑھے جائیں تاکہ ثواب پورا ملے۔ صرف دو رکعت بیٹھ کر پڑھنے سے گریز کریں، کیونکہ یہ ایک رواج ہے اور رواج بھی غیر شرعی اور نفل کو واجب قرار دینے والا۔

**رکعات عشاء کی تعداد:** عشاء کی نماز سے پہلے جو رکعتیں بطور سنت پڑھی جاتی ہیں، یہ

---

[1] رسالہ "قیام رمضان" للشیخ الألبانی، ص 25. تفصیل کے لیے دیکھیے: مرعاۃ المفاتیح، شرح مشکاۃ المصابیح، باب الوتر۔

[2] رسالہ "تعلیم الصلاۃ" للشیخ حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ، ص 64,65، طبع جدید 1995ء

کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ البتہ اگر جماعت میں کچھ وقت ہو، تو مسجد میں آنے والا تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں ضرور پڑھے۔ اس کی بڑی تاکید ہے۔[1] مزید وقت ہو تو دو دو رکعت کر کے نوافل ادا کرے۔ پھر عشاء کے چار فرض ادا کرنے کے بعد دو سنتیں پڑھے اور اس کے بعد وتر پڑھے۔ وتروں کے بعد اگر دو نفل پڑھنا چاہے تو پڑھ لے، جیسا کہ پہلے تفصیل گزری۔ یہ ہے عشاء کی وہ نماز جو نبی ﷺ سے ثابت ہے۔ عشاء کی جو 17 رکعتیں مشہور ہیں اور بہت سے لوگ پڑھتے بھی ہیں، یہ تعداد کسی بھی حدیث میں نہیں ہے۔ اتنی زیادہ تعداد نے، جو خود ساختہ ہے، لوگوں پر عشاء کی نماز کو بہت بھاری بنا دیا ہے، اس لیے اوّل تو لوگ نماز پڑھتے ہی نہیں ہیں اور جو پڑھتے ہیں، وہ کوے کی طرح ٹھونگیں مارتے ہیں، نماز نہیں پڑھتے۔ اس لیے عشاء کے صرف چار فرض، دو سنتیں اور اس کے بعد وتر ہیں۔

## وتر اور اس کی تعداد

وتر کی کتنی رکعتیں ہیں؟ یہ ایک بھی پڑھ سکتے ہیں، تین بھی اور اس سے زیادہ پانچ، سات اور نو بھی۔[2] سب سے زیادہ صحیح طریقہ وتر کا یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے اور پھر ایک وتر الگ پڑھا جائے،[3] تاہم ایک سلام کے ساتھ بھی درمیان میں تشہد کیے بغیر پڑھنا جائز ہے۔ درمیان میں تشہد بیٹھنے سے نمازِ مغرب سے مشابہت ہو جاتی ہے اور نبی ﷺ نے نمازِ مغرب کی مشابہت سے منع فرمایا ہے۔[4] اسی طرح ایک وتر بھی پڑھنا جائز ہے۔

---

[1] صحيح البخاري، الصلاة، باب إذا دخل المسجد فليركع ركعتين، حديث: 444.

[2] سنن أبي داود، أبواب الوتر، باب كم الوتر؟ حديث: 1422، وسنن ابن ماجه : باب ماجاء في الوتر...... حديث: 1190 .

[3] مصنف ابن أبي شيبة: 2/291، وسنن ابن ماجه ، باب ماجاء في الوتر بركعة، حديث: 1177، وصحيح ابن حبان، حديث: 678 .

[4] سنن الدارقطني: 2/25-27، وصحيح ابن حبان، حديث: 680

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے کہا کہ امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک وتر پڑھتے ہیں؟ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: وہ صحابیٔ رسول اور فقیہ ہیں، [1] یعنی انھیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہے اور خود بھی دین اسلام کو خوب سمجھنے والے ہیں، اس لیے ان کا عمل یقیناً رسول اللہ ﷺ کے عمل اور دلیل ہی کی بنیاد پر ہوگا، تاہم نبی ﷺ کا عام معمول تین رکعت وتر تھا۔ آپ وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری میں سورۃ الکٰفرون اور تیسری میں سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے۔ [2]

**وتر کا بہترین وقت:** وتر کا بہترین وقت رات کا آخری حصہ ہے، یعنی تہجد کے نوافل ادا کرنے کے بعد ایک رکعت وتر پڑھ کر سارے نوافل کو طاق بنا لیا جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ خود طاق (وتر) ہے، طاق عدد کو پسند فرماتا ہے۔ نبی ﷺ کا رمضان اور غیر رمضان میں مستقل معمول گیارہ رکعت تہجد کا تھا۔ آپ دو دو رکعت کر کے دس رکعت پڑھتے، اور آخر میں ایک رکعت وتر۔ بعض روایات میں اسے اِس طرح بیان کیا گیا ہے کہ آپ آٹھ رکعات پڑھتے اور پھر تین رکعات وتر۔ تاہم اُمت کی آسانی کے لیے وتروں کو اول وقت، یعنی عشاء کی نماز کے بعد بھی پڑھنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ [3] اس لیے جو شخص قیام اللیل (تہجد) کا عادی ہو، اُس کے لیے تو یہی بہتر ہے کہ وہ عشاء کے بعد وتر نہ پڑھے اور تہجد کے آخر میں وتر پڑھے، تاہم جو لوگ قیام اللیل کے عادی یا اِس کے متحمل نہیں، وہ عشاء کے بعد پڑھ سکتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر کسی موقعے پر تہجد کی نماز پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں، انھیں پھر آخر میں وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ پہلے وتر پڑھ چکے ہیں، وہی کافی ہیں، انھیں توڑنے کی ضرورت ہے نہ

---

[1] صحیح البخاری، فضائل أصحاب النبیﷺ، باب ذکر معاویة رضی اللہ عنہ، حدیث:3764,3765.

[2] صحیح ابن حبان، حدیث:675

[3] صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل مثنٰی مثنٰی، والوتر رکعة من آخر اللیل، حدیث:749.

دوبارہ پڑھنے کی۔ (تہجد کے مزید مسائل قیام اللیل کے بیان میں دیکھیے)

**دعائے قنوت وتر:** حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کلمات اس مقصد کے لیے سکھائے کہ میں انھیں وتر میں پڑھا کروں:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَآ اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ۔

”اے اللہ! ہدایت دے مجھے اُن لوگوں میں جن کو تو نے ہدایت دی، اور عافیت دے مجھے ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت دی، اور دوست بنا مجھے اُن لوگوں میں جنھیں تو نے دوست بنایا، اور برکت ڈال میرے لیے ان چیزوں میں جو تو نے دیں۔ اور بچا مجھے اُس چیز کے شر سے جس کا تو نے فیصلہ کر دیا، اس لیے کہ فیصلہ کرنے والا تو ہی ہے، تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ بلاشبہ وہ ذلیل نہیں ہو سکتا جس کو تو دوست بنا لے اور وہ معزز نہیں ہو سکتا جس کا تو دشمن ہو جائے۔ بہت برکتوں والا ہے تو اے ہمارے رب! اور بہت بلند، اور رحمتیں نازل کر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر۔“[1]

---

[1] سنن أبی داود، أبواب الوتر، باب القنوت فی الوتر، حدیث: 1425، و جامع الترمذی، أبواب الصلاة، باب ماجاء فی القنوت فی الوتر، حدیث: 464، و سنن النسائی، قیام اللیل، باب الدعاء فی الوتر، حدیث: 1747، والسنن الکبرٰی للبیہقی، الصلاة، باب من قال: یقنت فی الوتر بعد الرکوع، حدیث: 4859، طبع جدید۔ مذکورہ دعائے قنوت مذکورہ الفاظ کے ساتھ مشہور ہے لیکن بعینہ ان الفاظ کے ساتھ کسی بھی محولہ کتاب میں نہیں ہے، تاہم سب کتابوں کو مجموعی طور پر سامنے رکھتے ہوئے ...... وَتَعَالَیْتَ ...... تک یہ دعا مذکورہ کتابوں میں موجود ہے۔ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَیْكَ ...... ◄◄

**دعائے قنوتِ وتر رکوع سے قبل پڑھی جائے:** تاہم دعائے قنوت، جو وتر کی آخری رکعت میں پڑھی جاتی ہے، وہ رکوع سے قبل ہے،[1] صاحبِ مرعاۃ نے بھی اسے ہی راجح قرار دیا ہے۔

**قنوتِ وتر میں ہاتھ اُٹھانا اور نہ اٹھانا دونوں جائز ہیں:** دُعائے قنوتِ وتر میں ہاتھ اُٹھانے کی صراحت نبی ﷺ سے منقول نہیں، تاہم قنوتِ نازلہ پر قیاس کر کے ہاتھ اٹھائے جا سکتے ہیں، علاوہ ازیں متعدد صحابہ سے ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔[2] لیکن اگر کوئی شخص بغیر ہاتھ اُٹھائے دعائے قنوت پڑھ لے، تب بھی جائز ہے۔ لیکن اس کے لیے دوبارہ تکبیر کہہ کر ہاتھ اُٹھانا اور پھر ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھنا، بلا ثبوت ہے۔

**وتروں کے بعد کی دعا:** نبی ﷺ وتروں کا سلام پھیر کر تین مرتبہ یہ کلمات پڑھتے:

**سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ۔**

''پاک ہے بادشاہ نہایت پاک۔''

تیسری مرتبہ یہ کلمات بآواز بلند پڑھتے۔[3]

---

◀◀ کے الفاظ صاحبِ ''حصن حصین'' اور امام نووی وغیرہ نے نقل کیے ہیں، لیکن کسی حدیث کی کتاب میں یہ الفاظ نہیں ملتے۔ بعض نے صراحت بھی کی ہے کہ یہ اضافہ علماء کی طرف سے ہے، اس لیے بہتر یہ ہے کہ دعائے قنوت: نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوبُ إِلَيْكَ ...... کے بغیر پڑھی جائے۔ باقی رہے الفاظ ...... وَصَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ ...... تو سنن النسائی میں ...... مُحَمَّدٍ ...... کے اضافے کے ساتھ موجود ہیں۔ لیکن حافظ ابن حجر نے اس کی بابت کہا ہے کہ یہ منقطع ہے۔ چونکہ بہت سے صحابہ سے دعائے قنوت کے آخر میں نبی ﷺ پر درود پڑھنا ثابت ہے، اس لیے ...... وَصَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ ...... کا پڑھنا جائز اور صحیح ہے۔ (التلخیص: 248/1، وصفة الصلاة، ص: 161، وحاشية صحيح ابن خزيمة، حديث: 1100)۔

[1] صحیح البخاری: أبواب الوتر، باب القنوت قبل الركوع وبعده، حديث: 1002.

[2] السنن الكبرى للبيهقي: 41/3، و مصنف ابن أبي شيبة.

[3] سنن أبي داود، أبواب الوتر، باب في الدعاء بعد الوتر، حديث: 1430.

اس کے بعد کہا جائے:

رَبُّ الْمَلآئِكَةِ وَالرُّوحِ.

''رب فرشتوں کا اور جبریل کا۔''[1]

## قنوت نازلہ کا بیان

نازلہ کے معنی ہیں: آفت، حادثہ اور ابتلا و تکلیف۔ جب مسلمان آفات و حوادث کا شکار ہوں، کافروں سے برسر پیکار ہوں یا مسلمان نرغۂ کفار میں پھنس گئے ہوں تو ایسے موقعوں پر مسلمانوں کی نجات، فتح و نصرت اور کافروں کی شکست کے لیے دعا کرنا بھی مسنون ہے۔ ایسے ہی ایک موقعے پر نبی ﷺ نے رِعل، ذَکوان اور مُضر وغیرہ قبائل کی ہلاکت و بربادی کی اور محصور صحابہ کا نام لے کر ان کی نجات کی دعا فرمائی۔ آپ نے ایک مہینے تک پانچوں نمازوں میں صحابہ کے حق میں دعاؤں کا اور کفار کے لیے بددعاؤں کا سلسلہ جاری رکھا۔[2] اس کو دعائے قنوتِ نازلہ کہا جاتا ہے۔

نبی ﷺ سے منقول دعائیں: اس مقصد کے لیے حسب ذیل مسنون دعائیں پڑھی جا سکتی ہیں:

اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَيْهِمْ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ.

---

[1] سنن الدارقطني، باب مايقرأ في ركعات الوتر والقنوت: 30/2، حديث: 1642، وحاشية زاد المعاد(محقق): 337/1۔

[2] صحيح البخاري، التفسير، تفسير آل عمران، باب: 9، حديث: 4560، وصحيح مسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات......، حديث: 675.

”اے اللہ! سخت فرما اپنی گرفت ان پر اور (مسلط) کر دے ان پر قحط سالی، جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط آیا تھا۔“[1]

اس دعا سے پہلے ہم اَللّٰھُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ یا الْيَهُوْدَ یا اسی طرح کوئی اور متعین نام لے نام لے کر لعنت و ہلاکت کی دعا کر سکتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ ۔

”اے اللہ! ہم تجھ کو ان کے مقابلے میں کرتے ہیں اور تیری پناہ میں آتے ہیں ان کی شرارتوں سے۔“[2]

جہاد کے موقع پر نبی ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَنَصِیْرِیْ، بِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ۔

”اے اللہ! تو ہی میرا بازو اور میرا مددگار ہے، تیرے ہی ذریعے سے میں دشمن کی چال کو پھیرتا اور تیرے ہی ذریعے سے میں حملہ کرتا اور تیرے ہی ذریعے سے میں (تیرے دشمن سے) لڑتا ہوں۔“[3]

اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، مُجْرِیَ السَّحَابِ وَھَازِمَ الْاَحْزَابِ

---

[1] صحيح البخاري، التفسير، تفسير آل عمران، باب ﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ ﴾، حديث: 4560، وصحيح مسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات إذا نزلت بالمسلمين نازلة......675، حدیث میں وطأتك کے بعد علی مُضَر ایک قبیلے کا نام ہے۔ ہم یہاں متعین کافروں کا نام یا ان کے لیے ضمیر (علیھم) استعمال کر سکتے ہیں جیسا کہ اوپر متن میں یہ دعا اسی تبدیلی کے ساتھ دی گئی ہے۔

[2] سنن أبي داود، أبواب الوتر، باب مايقول الرجل إذا خاف قوماً، حديث: 1537.

[3] سنن أبي داود، أبواب الوتر، باب مايدعى عند اللقاء، حديث: 2632.

اِهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ۔

''اے اللہ! کتاب کے اُتارنے والے، بادلوں کے چلانے والے اور لشکروں کو شکست دینے والے، ان کو شکست دے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔''[1]

اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِنَا۔

''اے اللہ پردہ پوشی فرما ہمارے عیبوں کی اور امن دے (ہمیں) ہماری گھبراہٹوں میں۔''[2]

اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا شَرَّ النَّاسِ بِمَا شِئْتَ۔

''اے اللہ! تو ہمیں کافی ہو جا، لوگوں کے شر سے، جیسے تو چاہے۔''[3]

اسی طرح قرآن مجید میں جو اِس قسم کی دعائیں ہیں جن میں ثابت قدمی اور کافروں کے مقابلے میں فتح ونصرت کی التجائیں ہیں، وہ بھی پڑھی جا سکتی ہیں، جیسے:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔﴾

---

[1] صحیح مسلم، الجهاد، باب کراهية تمنى لقاء العدو، حدیث: 1742، و سنن أبي داود، أبواب الوتر، باب في كراهية تمنى لقاء العدو، حدیث :2631.

[2] مسند أحمد:3/3، وحسّن إسناده الألباني في تخريج أحاديث فقه السيرة لمحمد الغزالي، ص:304. نبی ﷺ نے یہ دعا صحابۂ کرام کو خندق کی جنگ کے موقعے پر بتلائی تھی، جبکہ صحابۂ کرام نے عرض کیا تھا کہ اللہ کے رسول! کوئی چیز ایسی ہے جو ہم پڑھ سکیں، (گھبراہٹ کی وجہ سے) ہمارے دل ہمارے گلوں تک آ گئے ہیں؟ تو نبی ﷺ نے یہ کلمات پڑھنے کے لیے بتلائے۔

[3] اصحاب الاخدود کے واقعے میں آتا ہے کہ کافر بادشاہ نے اللہ کے ماننے والے ایک لڑکے کو سمندر میں ڈبونے کی اور اور پھر پہاڑ سے دھکا دے کر مارنے کی کوشش کی تھی اور وہ لڑکا ان الفاظ میں اللہ سے دعا کرتا رہا، اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیھِمْ بِمَا شِئْتَ ''اے اللہ! تو مجھے کافی ہو جا ان سے جیسے تو چاہے۔'' (صحیح مسلم، الزهد، باب قصة أصحاب الأخدود، حدیث:3005، یہ دعا انھی الفاظ سے بنائی گئی ہے۔

”اے ہمارے رب! ہمارے گناہ اور ہماری زیادتیاں، جو ہم نے اپنے کاموں میں کیں، معاف فرما دے، اور جما دے ہمارے قدموں کو، اور ہماری مدد فرما کافروں کے مقابلے میں۔“ [1]

**حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول دعائے قنوتِ نازلہ:** حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ نے فجر کی نماز میں یہ دعائے قنوتِ نازلہ پڑھی ہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ، (وَاجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْإِيْمَانَ وَالْحِكْمَةَ، وَاَوْزِعْهُمْ اَنْ يَّشْكُرُوْا نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ وَاَنْ يُّوْفُوْا بِعَهْدِكَ الَّذِيْ عَاهَدْتَّهُمْ عَلَيْهِ وَتَوَفَّهُمْ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِكَ. اِلٰهَ الْحَقِّ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ) وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، اَللّٰهُمَّ الْعَنْ كَفَرَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَآءَكَ، (وَاَلْقِ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ، وَاَنْزِلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ) اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَاَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ (الْخَيْرَ) وَلَا نَكْفُرُكَ (وَنُؤْمِنُ بِكَ) وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ

---

[1] آل عمران 3:147

نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ اِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ الْجِدَّ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِيْنَ مُلْحِقٌ.

''اے اللہ! بخش دے ہمیں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کو، مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو اور اُلفت ڈال دے درمیان ان کے دلوں کے (اور ڈال دے ان کے دِلوں میں ایمان اور حکمت اور ان کو توفیق دے کہ وہ شکر کریں تیری ان نعمتوں کا جو تو نے ان پر کیں اور یہ کہ وہ پورا کریں اس عہد کو جو تو نے اُن سے لیا اور ان کو فوت کر اپنے رسول کی ملت پر، اے معبود برحق! ہم کو بھی انھی میں سے کر۔) اور اصلاح فرما ان کے آپس کے معاملات کی، اور مدد فرما ان کی اپنے دشمن پر اور ان کے دشمن کے مقابلے میں، اے اللہ! لعنت فرما کافروں پر اہلِ کتاب کے، وہ جو روکتے ہیں تیرے راستے سے اور جھٹلاتے ہیں تیرے رسولوں کو اور لڑتے ہیں تیرے دوستوں سے، اور ڈال دے ان کے دلوں میں رُعب، اور نازل کر ان پر اپنا قہر اور اپنا عذاب۔ اے اللہ! اختلاف ڈال دے درمیان ان کی باتوں کے، اور ڈگمگا دے ان کے قدموں کو، اور نازل کر ان پر اپنا عذاب، وہ جسے نہیں لوٹاتا تو مجرموں سے۔

اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے، اے اللہ! بیشک ہم مدد طلب کرتے ہیں تجھ سے اور بخشش مانگتے ہیں تجھ سے، اور تیری تعریف کرتے ہیں (اچھی) اور نہیں ہم تیری ناشکری کرتے، (اور ایمان رکھتے ہیں تجھ پر) اور ہم علیحدہ ہوتے اور ترک کرتے ہیں اُس کو جو تیری نافرمانی کرے۔ اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے، اے اللہ! تیری ہی ہم عبادت کرتے، اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف کوشش اور جلدی کرتے ہیں اور ہم ڈرتے ہیں تیرے سخت عذاب سے اور امید رکھتے ہیں تیری رحمت کی، یقیناً تیرا عذاب کافروں کو ملنے

والا ہے۔"[1]

**قنوتِ نازلہ ہاتھ اٹھا کر رکوع کے بعد کی جائے:** قنوتِ نازلہ، آخری رکعت میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر کی جائے جیسا کہ نبی ﷺ سے ثابت ہے۔ اور مقتدی آمین کہتے جائیں۔[2]

## بیمار کی نماز

نماز ایسا فریضہ ہے کہ کسی حالت میں بھی معاف نہیں حتی کہ بیماری میں بھی معاف نہیں۔ البتہ بیمار آدمی کو یہ رخصت حاصل ہے کہ اگر وہ کھڑا نہ ہوسکتا ہو، تو بیٹھ کر، بیٹھ بھی نہ سکتا ہو تو لیٹے ہوئے کروٹ پر، یہ بھی ممکن نہ ہو تو چت لیٹے ہوئے نماز پڑھ لے۔[3] بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں رکوع جھک کر کرے، سجدے میں رکوع کی نسبت زیادہ جُھکے۔ لیکن اگر سجدہ زمین پر کر سکتا ہو تو پھر سجدہ زمین ہی پر کرے۔ لیٹے ہوئے پڑھنے کی صورت میں اشارے سے نماز پڑھ لے۔[4]

بے ہوش آدمی چونکہ نماز پڑھ ہی نہیں سکتا، اس لیے اگر بے ہوشی کی مدت لمبی ہو جائے تو

---

[1] السنن الکبرٰی للبیهقی، الصلاۃ: 298/2، حدیث: 3143، طبع جدید 1994ء، وإرواء الغلیل: 170/2، حدیث: 428، ومُصنف عبدالرزاق: 116/3، حدیث: 4982، سنن بیہقی اور مصنف، دونوں میں یہ دعا مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ بریکٹ والی عبارتیں "مصنف" کی ہیں۔ باقی سنن بیہقی کی۔ اور اس دعا کا کچھ حصہ ارواء الغلیل میں بھی ہے۔

[2] صحیح البخاری، التفسیر، تفسیر آل عمران، باب ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾، حدیث: 4559، وصحیح مسلم، المساجد، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات......، حدیث: 675، و مسند أحمد: 255/2.

[3] صحیح البخاری، التقصیر، باب إذا لم یطق قاعدًا صلّٰی علٰی جنب، حدیث: 1117.

[4] السنن الکبرٰی للبیهقی: 306/2، والمعجم الکبیر للطبرانی: 209/12، وصححه الألبانی فی الصحیحة، حدیث: 323، و فقه السنة: 234/1.

جب تک وہ بے ہوش رہے گا، فریضۂ نماز اس سے ساقط رہے گا۔ بے ہوشی کے دوران میں رہ جانے والی نمازوں کی ادائیگی ضروری نہیں۔ جب ہوش میں آئے گا تو وہ وقت جس نماز کا ہوگا صرف وہی نماز اس کے لیے ضروری ہوگی۔

باب چہارم

# نماز پنجگانہ کے علاوہ دیگر نمازوں کا بیان

گزشتہ بابِ سوم میں نمازِ پنجگانہ کا مسنون طریقہ، ان کے اوقات اور ان سے متعلقہ ضروری احکام و مسائل مختصر طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ اس بابِ چہارم میں دیگر نمازوں کی تفصیل اور ان کے مختصر احکام درج ہیں۔

## نمازِ استخارہ

جب انسان کسی اہم معاملے میں رہنمائی اور مشورے کا طالب اور ضرورت مند ہو تو اسے اپنے مخلص دوستوں اور اہل اللہ قسم کے لوگوں سے مشاورت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے بھی طلبِ خیر کے لیے دعا کرنی چاہیے، اس کا طریقہ نبی ﷺ نے یہ بتلایا ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر دعائے اِستخارہ پڑھے۔

- یہ دعا سلام پھیرنے سے قبل تشہد کے آخر میں بھی پڑھ سکتا ہے اور سلام پھیرنے کے بعد بھی۔ زبانی یاد نہ ہو تو دیکھ کر پڑھ لے۔
- اسی طرح یہ دعا، دو رکعت پڑھ کر کسی وقت بھی مانگی جا سکتی ہے، رات ہی کو ضروری نہیں، جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے۔
- یہ جو مشہور ہے کہ رات کو خواب میں کچھ اِشارہ یا رہنمائی مل جاتی ہے، بلا ثبوت ہے۔ ضروری نہیں کہ استخارہ کرنے والے کو خواب میں کچھ بتا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی واضح رہنمائی فرما دے، یہ ممکن تو ہے، لیکن لازمی نہیں۔ یہ صرف اللہ سے دُعا کرنے (یعنی طلبِ خیر) کا ایک طریقہ ہے جو ہمیں سکھلایا گیا ہے۔ یہ دعا بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوتی

ہے یا نہیں؟ یہ معلوم کرنے کا ہمارے پاس کوئی متعین ذریعہ نہیں ہے۔ اس لیے ہمارا کام اللہ سے دعا کرنا ہے، بار بار استخارہ کریں، جتنا موقع ملے، استخارے کے ذریعے سے دعا کرتے رہیں اور اللہ سے خیر کی اُمید رکھیں اور پھر ظاہری اسباب کی حد تک تمام پہلوؤں پر سوچ بچار کر کے اللہ کے بھروسے پر اس کام کو کر گزریں۔

دعائے اِستخارہ حسب ذیل ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ، اَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ... فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ، ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ... فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ.

”اے اللہ! میں تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں تیرے علم کے ذریعے سے، اور تجھ سے طاقت مانگتا ہوں تیری طاقت کے ذریعے سے، اور تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے فضل عظیم کا، اس لیے کہ تو طاقت رکھتا ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا، اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا، اور تو جاننے والا ہے غیبوں کا، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ بے شک یہ کام بہتر ہے میرے لیے میرے دین میں اور میرے معاش میں اور میرے انجامِ کار میں، تو تُو اس کو میرے لیے مقدر کر دے اور اسے میرے لیے آسان فرما دے، پھر میرے لیے اس میں برکت ڈال دے، اور اگر تو جانتا ہے کہ بے شک یہ کام میرے

لیے برا ہے میرے دین میں اور میرے معاش میں اور میرے انجامِ کار میں تو تو اس کو پھیر دے مجھ سے اور مجھ کو پھیر دے اس سے، اور مقدر کر دے میرے لیے بھلائی جہاں بھی وہ ہو، پھر مجھے راضی کر دے اس کے ساتھ۔‘‘ [1]

ملحوظہ: اس دعا میں - هٰذَا الْأَمْرَ - کی جگہ اپنی حاجت کا نام لے، مثلاً: هٰذَا النِّكَاحَ یا هٰذَا الْبَيْعَ، یا هٰذَا الْأَمْرَ پر پہنچ کر دل میں اپنے اس کام کی نیت مستحضر کرلے جس کے لیے وہ استخارہ کر رہا ہے۔

## نمازِ حاجت

نمازِ حاجت سے متعلق دعا والی حدیث سنداً ضعیف ہے جبکہ نمازِ حاجت مسنون عمل ہے۔ حدیث میں آتا ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى.

’’جب بھی نبی ﷺ کو کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا، تو نبی ﷺ نماز پڑھتے۔‘‘ [2]

تاہم اس کی کوئی مخصوص دعا منقول نہیں ہے، لہٰذا اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ دو رکعت پڑھ کر اپنی حاجت کے مطابق اپنی زبان میں اللہ سے دعا کر لی جائے یا دعائے استخارہ بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

## نمازِ تسبیح

یہ ایک نفلی نماز ہے، جس کی فضیلت حسن درجے کی حدیث سے ثابت ہے۔ نبی ﷺ نے

---

[1] صحيح البخاري، التهجد، باب ماجاء في التطوع مثنى مثنى، حديث: 1162.

[2] سنن أبي داود، التطوع، باب قيام النبي ﷺ من الليل، حديث:1319، وحسنه الألباني في صحيح سنن أبي داود، ص:361.

اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس کے پڑھنے کی بڑی تاکید فرمائی، اور فرمایا کہ اگر تم اسے روزانہ پڑھ سکتے ہو، تو روزانہ پڑھو، یہ ممکن نہ ہو تو ہر جمعے کو، یہ بھی ممکن نہ ہو، تو مہینے میں ایک مرتبہ، یا سال میں ایک مرتبہ، ورنہ اپنی زندگی میں ایک مرتبہ ضرور پڑھو۔ اس کی فضیلت یہ بیان فرمائی کہ اس کے پڑھنے سے اگلے پچھلے، نئے پرانے، بھول کر یا عمداً کیے گئے، چھوٹے بڑے، پوشیدہ اور ظاہر سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اس کا طریقہ حسبِ ذیل ہے:

یہ چار رکعتی نماز ہے۔ پہلی رکعت میں (حمد و ثنا) سورۂ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھنے کے بعد، حالتِ قیام ہی میں، پندرہ مرتبہ حسب ذیل کلمات پڑھے جائیں:

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ۔

"پاک ہے اللہ، سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، نہیں کوئی معبود مگر اللہ، اور اللہ سب سے بڑا ہے۔"

اس کے بعد رکوع کیا جائے اور رکوع میں دس مرتبہ، رکوع سے کھڑے ہو کر دس مرتبہ، پھر سجدے میں دس مرتبہ، سجدے سے اُٹھ کر دس مرتبہ، پھر دوسرے سجدے میں دس مرتبہ اور پھر سجدے سے اُٹھ کر دس مرتبہ، یہی کلمات پڑھے جائیں۔

اس طرح پہلی رکعت میں 75 مرتبہ یہ کلمات ہوئے۔

ہر رکعت میں اِسی طرح 75،75 مرتبہ مذکورہ کلمات پڑھے جائیں۔[1] یوں چار رکعات میں تین سو مرتبہ یہ کلمات ہو جائیں گے۔

یہ نفلی نماز ہے، اس لیے اسے انفرادی طور پر ہی پڑھا جائے، جماعت سے احتراز کیا جائے۔ بہت سے لوگ فرض نماز کی پابندی تو کرتے نہیں، لیکن نمازِ تسبیح کی جماعت پر بڑا زور

[1] سنن أبي داود، أبواب التطوع، باب صلاة التسبيح، حديث: 1297، وسنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة التسبيح، حديث: 1386.

دیتے ہیں، خاص طور پر رمضان المبارک میں۔ یہ رُجحان خلاف سنت ہے۔ اصل چیز، فرائض کی پابندی ہے۔ فرائض کے بغیر، نفلی عبادت کی کوئی اہمیت نہیں۔ ہاں فرائض کی پابندی کے ساتھ نوافل کا اہتمام ''سونے پر سہاگہ'' کا مصداق ہے۔

## نمازِ جنازہ کا بیان

نماز جنازہ، رکوع، سجود کے بغیر، کھڑے کھڑے ہی پڑھی جاتی ہے، اس کی چار تکبیرات ہیں۔ پہلی تکبیر (اَللّٰهُ اَكْبَرُ) کے بعد، سورۂ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھی جاتی ہے۔

دوسری تکبیر کے بعد وہ درودِ ابراہیمی جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں۔

تیسری تکبیر کے بعد میت کی مغفرت کے لیے وہ دعائیں پڑھی جاتی ہیں جو نبی ﷺ سے منقول ہیں۔

اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جاتا ہے۔

نمازِ جنازہ کی دعائیں حسب ذیل ہیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ۔

''اے اللہ! بخش دے ہمارے زندہ اور ہمارے مردہ کو ہمارے حاضر اور ہمارے غائب کو، ہمارے چھوٹے اور ہمارے بڑے کو اور ہمارے مردوں اور ہماری عورتوں کو، اے اللہ! جس کو تو زندہ رکھے ہم میں سے، تو زندہ رکھ اُس کو اوپر اسلام کے، اور جس کو تو فوت کرے ہم میں سے، تو فوت کر اُسے اوپر ایمان کے، اے اللہ! ہمیں

محروم نہ رکھنا اس کے اجر سے اور ہمیں گمراہ نہ کرنا اس کے بعد۔"[1]

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ.

"اے اللہ! اس کو بخش دے، اس پر رحم فرما، اسے عافیت دے اور معاف کر دے اسے اور اچھی کر مہمانی اس کی اور فراخ کر دے اس کی قبر، اور دھو دے اسے پانی، اولوں اور برف سے، اور صاف کر دے اسے گناہوں سے جیسے صاف کیا تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے، اور عطا فرما اسے گھر زیادہ بہتر اس کے گھر سے، اور گھر والے زیادہ بہتر اس کے گھر والوں سے اور بیوی زیادہ بہتر اس کی بیوی سے، اور داخل فرما اسے جنت میں، اور بچا اسے عذاب قبر سے اور آگ کے عذاب سے۔"[2]

ان دو دعاؤں کے علاوہ اور بھی کئی دعائیں ہیں جو مفصل کتابوں میں موجود ہیں۔

**عورت کی نماز جنازہ:** عورت کے جنازے کے لیے بھی مذکورہ دعائیں ہی پڑھی جائیں۔ البتہ ضمیروں میں تبدیلی کر لی جائے۔ یعنی لَهٗ کی جگہ لَهَا، وَارْحَمْهُ کی جگہ وَارْحَمْهَا وغیرہ۔ تاہم یہ ضروری نہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ ضمیر کی تبدیلی کے بغیر بھی یہ دعائیں عورت کے لیے پڑھی جا سکتی ہیں۔[3]

---

[1] سنن ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء فی الدعاء فی الصلاة علی الجنازة، حدیث:1498، وسنن أبی داود، الجنائز، باب الدعاء للمیت، حدیث:3201.

[2] صحیح مسلم، الجنائز، باب الدعاء للمیت فی الصلاة، حدیث:963.

[3] تحفة الأحوذی.

**بچے کی نمازِ جنازہ کی دعا:** بچے کی نمازِ جنازہ کس طرح پڑھی جائے؟ اس کی خصوصی وضاحت حدیث میں نہیں ملتی، تاہم حضرت حسن (بصری) رحمہ اللہ سے، صحیح بخاری میں تعلیقاً یہ مروی ہے کہ وہ بچے کے لیے حسبِ ذیل دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّاَجْرًا.

''اے اللہ! کردے اس کو ہمارے لیے پیش رو، اور میرِ سامان اور (باعثِ) اجر۔''[1]

یعنی تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے جو مغفرت کی دعائیں پڑھی جاتی ہیں، ان کی جگہ یہ دعا پڑھی جائے، تاہم اگر پہلی دعا بھی پڑھ لی جائے، تو مناسب معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اس میں چھوٹے بڑے سب کی مغفرت کے لیے دعائیہ الفاظ ہیں۔ واللہ أعلم بالصواب.

## میت کو قبر میں اتارتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ.

''اللہ کے نام سے اور اللہ کی توفیق کے ساتھ اور رسول اللہ کے مذہب پر۔''[2]

یہ دعا اس طرح بھی منقول ہے: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ.

**دفن کرنے کے بعد کی دعا:** نبی ﷺ جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہو جاتے تو فرماتے کہ اپنے بھائی کی بخشش کی اور ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو، کیونکہ اب اس سے سوال کیا جا رہا ہے۔[3] اس کے لیے علماء نے یہ الفاظ پڑھنے کی تلقین کی ہے:

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ.

---

[1] صحيح البخاري، تعليقًا، الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة، قبل حديث: 1335.

[2] جامع الترمذي، الجنائز، باب ما جاء ما يقول إذا أدخل الميت القبر، حديث: 1046، وصححه الألباني في إرواء الغليل: 3/197.

[3] سنن أبي داود، الجنائز، باب الاستغفار عند القبر...... حديث: 3221، وصححه الألباني.

''اے اللہ! اس کو ثابت قدم رکھنا قولِ ثابت کے ساتھ۔''

قولِ ثابت (مضبوط بات) سے مراد کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قبر میں توحید و رسالت سے متعلق سوال میں میت کو ثابت قدم رکھنا اور صحیح جواب دینے کی توفیق سے نوازنا۔

قبروں کی زیارت کی دعا: قبرستان میں جائیں، تو یہ دعا پڑھیں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ. نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.

''سلامتی ہو تم پر اے اِن گھروں کے رہنے والے مومنو اور مسلمانو! اور بے شک ہم بھی، اگر چاہا اللہ نے، تمھارے پاس ضرور پہنچنے والے ہیں، ہم سوال کرتے ہیں اللہ سے اپنے اور تمھارے لیے عافیت کا۔''[1]

## سفر میں نماز کے احکام

سفر میں نماز کا قصر کرنا مستحب اور افضل ہے۔ قصر کا مطلب ہے، چار فرض کی بجائے دو فرض ادا کرنا، جیسے ظہر، عصر اور عشاء کی نمازیں ہیں۔ اِن تینوں نمازوں میں دو دو فرض پڑھے جائیں۔ مغرب اور فجر کے فرضوں میں قصر نہیں ہے، سفر میں مغرب کے تین فرض اور فجر کے دو فرض ہی پڑھے جائیں گے۔

سفر میں سنتیں معاف ہیں: سفر میں سنتیں اور نوافل پڑھنے ضروری نہیں ہیں، دوگانہ ہی کافی ہے۔ تاہم عشاء کے دوگانے کے ساتھ وتر پڑھنے چاہییں۔ اسی طرح فجر کی دو سنتیں بھی پڑھی جائیں، کیونکہ ان کی فضیلت بھی بہت ہے اور نبی ﷺ ان کا اہتمام بھی خوب

[1] صحیح مسلم، الجنائز، باب مایقال عند دخول القبر...... حدیث: 975.

فرماتے تھے۔

**مسافتِ سفر:** کتنی مسافت پر قصر کرنا جائز ہے؟ اس کی بابت صحیح ترین روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:

**كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مَسِيْرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةِ فَرَاسِخَ (شُعْبَةُ الشَّاكُّ) صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.**

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تین میل یا تین فرسخ کا سفر اختیار فرماتے، تو دو رکعت نماز ادا کرتے۔"[1]

اِس میں راوی (شعبہ) کو شک ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تین میل کہا تھا یا تین فرسخ؟ اس لیے تین فرسخ کو احتیاط کے طور پر راجح قرار دیا گیا ہے۔ ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے 9 میل (یا تقریباً 22 یا 23 کلومیٹر) مسافتِ سفر حد ہوگی۔ یعنی اپنے شہر کی حدود سے نکل کر اگر 22 کلومیٹر یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر کیا جائے، تو دورانِ سفر بھی دوگانہ ادا کیا جائے اور اپنی منزل، یعنی جس کی طرف سفر کر کے جا رہا ہے، پر پہنچ کر بھی قصر کرتا رہے۔

**مدتِ سفر:** لیکن یہ قصر کرنا اس وقت جائز ہوگا جب اس کے قیام کی نیت تین دن کی ہوگی۔ اگر شروع ہی سے اس کی نیت چار دن یا اس سے زیادہ کی ہوگی، تو وہ مسافر متصور نہیں ہوگا، اس صورت میں شروع ہی سے اسے نماز پوری پڑھنی چاہیے، صرف دورانِ سفر راستے میں وہ قصر کر سکتا ہے۔[2]

---

[1] صحيح مسلم، صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة المسافرين، حديث: 691، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کی بابت لکھا ہے: وهو أصح حديث ورد في بيان ذلك وأصرحه "یہ سب سے زیادہ صحیح اور سب سے زیادہ صریح حدیث ہے جو مدتِ سفر کے بیان میں وارد ہوئی ہے۔" (فتح الباري: 732/2)

[2] تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے "إتحاف الكرام شرح بلوغ المرام" مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری، ص: 124،123، طبع دارالسلام۔

**تردّد کی صورت میں زیادہ دن قصر کرنے کی رخصت:** اگر اس کی نیت تین دن یا اس سے کم ٹھہرنے کی ہو، لیکن پھر کسی وجہ سے اسے ایک یا دو دن مزید ٹھہرنا پڑ جائے، تو اس طرح تردّد کی صورت میں وہ قصر نماز پڑھتا رہے، چاہے اسے ہفتوں وہاں گزر جائیں۔

**نبی ﷺ کے انیس دن نماز قصر کرنے کی حقیقت:** نبی ﷺ کی بابت جو آتا ہے کہ آپ نے مکے میں 19 دن قیام فرمایا اور نماز قصر کرتے رہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی بنیاد پر کہا کہ جب ہم 19 دن کا سفر کرتے ہیں، تو نماز قصر کرتے ہیں اور اس سے زیادہ دن کا سفر کرتے ہیں، تو نماز پوری پڑھتے ہیں۔[1] تو یہ فتح مکہ کے وقت کا واقعہ ہے جبکہ آپ کے قیام کی مدت غیر معلوم تھی اور آپ تردّد کی حالت میں تھے، اسی طرح آپ نے تردّد کی حالت میں تبوک میں 20 دن گزارے، وہاں بھی قصر ہی کرتے رہے۔ اس لیے آپ کے مذکورہ قیام سے 19 دن کے مدتِ سفر ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بہت سے علماء نے یہ موقف اختیار کیا ہے۔ آپ کا یہ قیام بغرضِ جہاد تھا جس میں قیام کی مدت غیر معین تھی۔ آپ نے یہاں 19 دن قیام فرمایا، اگر آپ اس سے بھی زیادہ قیام فرماتے تو قصر ہی فرماتے، اس لیے آپ کے اس قیام سے مدتِ سفر کی تعیین کے لیے استدلال کرنا غیر صحیح ہے۔

**مدتِ سفر کے تعین کی دلیل:** مدتِ سفر کی تعیین پر استدلال آپ کے قیام حجۃ الوداع سے کیا گیا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقعے پر نبی ﷺ نے مکہ اور اس کے گردونواح میں دس دن قیام فرمایا، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔[2] تین دن آپ مکے میں رہے۔

---

[1] صحیح البخاری، تقصیر الصلاۃ، باب ماجاء فی التقصیر و کم یقیم حتی یقصر، حدیث: 1080.

[2] صحیح البخاری، تقصیر الصلاۃ، باب ماجاء فی التقصیر...... حدیث: 1081.

آپ 4 ذوالحجہ کی صبح کو مکہ تشریف لائے اور 8 ذوالحجہ کی صبح کو مکے سے نکل گئے اور منٰی وعرفات وغیرہ میں مناسکِ حج ادا کیے، ہر جگہ قصر کرتے رہے۔ اس طرح دخول اور خروج کے دن کو نکال کر آپ کا مکے میں قیام تین دن اور بعض چار دن کو مدتِ سفر قرار دیتے ہیں۔ صاحب مرعاۃ شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ نے چار دن والے مسلک کو راجح قرار دیا ہے۔[1] اس لیے ہمارے خیال میں دونوں ہی موقف صحیح ہیں، تین دن والا بھی اور چار دن والا بھی، کیونکہ اصل میں یہ دونوں ایک ہی ہیں، اگر دخول کا دِن بھی شمار کیا جائے تو چار دن اور نکال کر مدت مراد لی جائے تو تین دن اصل مدت رہ جائے گی۔ اس لیے ان دونوں میں سے کسی کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے، دونوں موقفوں کے حق میں 19 دن کے موقف کے مقابلے میں، زیادہ واضح دلائل ہیں۔

حافظ ابن حجر، حدیث ابن عباس اور حدیث انس، دونوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فالمدة التي في حديث ابن عباس يسوغ الاستدلال بها على من لم ينو الاقامة بل كان مترددًا متى يتهيأ له فراغ حاجته، يرحل- والمدة التي في حديث انس يستدل بها على من نوى الاقامة، لانه صلى الله عليه وسلم في ايام الحج كان جازمًا بالاقامة تلك المدة-

''وہ مدت، جس کا ذکر حضرت ابن عباس کی حدیث میں ہے (یعنی 19 دن) اس سے اس شخص کے لیے استدلال کرنا جائز ہے، جس نے اقامت کی نیت نہ کی ہو، بلکہ وہ متردد ہو، کہ جب بھی اسے اپنے کام سے فراغت ہوگی، وہ یہاں سے کوچ کر جائے گا، (اس کے لیے 19 دن اور اس سے زیادہ تک قصر کرنا جائز ہے۔) اور وہ مدت، جس کی تفصیل حضرت انس کی حدیث میں ہے، (یعنی 3 دن یا دخول کا دن شامل

[1] مرعاۃ المفاتیح: 2/260-262، طبع قدیم 1958ء۔

کر کے 4 دن ) اس سے اس شخص کے لیے استدلال کیا جاتا ہے جو (اتنے دن) اقامت کی نیت کرلے کیونکہ نبی ﷺ نے ایام حج میں اس مدت میں ( مکہ مکرمہ میں ) اقامت کی پختہ نیت کی ہوئی تھی۔'' [1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی اِس عبارت سے اس موقف کی تائید ہوتی ہے جو مدتِ سفر کی بابت مذکورہ بالا سطروں میں بیان کیا گیا اور اس سے اس موضوع کی متعلقہ حدیثوں کے درمیان تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔

## دو نمازیں جمع کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے وقت مقررہ میں نمازیں ادا کرنا لازم ٹھہرایا ہے، تاہم مجبوری کی بعض صورتوں میں دو نمازوں کو جمع کرنا شرعاً جائز ہے۔ جس کے احکام و مسائل اور صورتیں درج ذیل ہیں:

**سفر میں دو نمازیں جمع کرنا:** نبی ﷺ جب غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے گئے، تو راستے میں آپ دو دو نمازیں جمع کر کے پڑھتے رہے، اس طرح کہ جب زوال کے بعد، یعنی نمازِ ظہر کے وقت سفر کا آغاز فرماتے، تو ظہر کے دوگانے کے ساتھ، عصر کا دوگانہ بھی ادا فرما لیتے، اور اگر ظہر کے وقت سے پہلے سفر شروع فرماتے، تو آپ اپنا سفر جاری رکھتے، نماز ظہر کے لیے پڑاؤ نہ ڈالتے، بلکہ عصر کے وقت کہیں قیام فرماتے اور پھر ظہر اور عصر دونوں نمازیں اِکٹھی پڑھتے۔ اسی طرح اگر سورج غروب ہونے کے بعد سفر کا آغاز فرماتے، تو مغرب اور عشاء دونوں نمازیں پڑھ لیتے، اور اگر سفر کا آغاز سورج غروب ہونے سے پہلے ہو چکا ہوتا، تو آپ نمازِ مغرب کے لیے راستے میں نہ ٹھہرتے، بلکہ رات کو کہیں ٹھہرتے اور مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ملا کر پڑھتے۔ [2]

---

[1] فتح الباري:2/726، شرح حديث:1081.

[2] سنن أبي داود، أبواب صلاة السفر، باب الجمع بين الصلاتين، حديث: 1220، وجامع الترمذي، الجمعة، باب في الجمع بين الصلاتين، حديث:552.

اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں دو نمازیں اکٹھی بھی کی جاسکتی ہیں اور ان کو مقدم و مؤخر کرنا بھی جائز ہے، یعنی عصر کو مقدم کر کے ظہر کے وقت نمازِ ظہر کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے، اس کو جمع تقدیم کہا جاتا ہے، اور ظہر کی نماز کو مؤخر کر کے عصر کی نماز کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے، اس کو جمع تاخیر کہا جاتا ہے، یہ دونوں طریقے صحیح ہیں۔ جیسی سہولت ہو اس کے مطابق جمع تقدیم یا جمع تاخیر کی جاسکتی ہے۔ بسوں، ٹرینوں اور ہوائی جہاز کے سفر میں ان دونوں صورتوں میں سے کوئی سی بھی صورت اختیار کی جاسکتی ہے۔

ان کے علاوہ ایک جمع صوری ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ظہر کی نماز اس کے بالکل آخری وقت میں اس طرح پڑھی جائے کہ پڑھتے ہی ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جائے اور پھر اس کے ساتھ ہی عصر کی نماز اول وقت میں پڑھ لی جائے۔ یوں دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت ہی میں پڑھی جاتی ہیں، کسی کو مقدم یا مؤخر نہیں کرنا پڑتا۔ صرف ایک نماز کو آخری وقت میں اور دوسری کو اول وقت میں پڑھا جاتا ہے، اسی لیے اسے جمع صوری کہا جاتا ہے، یعنی صورۃً (دیکھنے میں) یہ جمع ہیں، حقیقت میں ہر نماز اپنے وقت میں پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بھی صحیح ہونے میں تو کوئی شک نہیں، لیکن عملی طور پر یہ بہت مشکل ہے۔

تاہم حالتِ اقامت میں بغیر کسی عذر شرعی کے دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنا کبیرہ گناہ ہے۔[1]

جیسا کہ دنیوی اور کاروباری لوگوں کا عام معمول ہے۔ کاروباری مشغولیات اور دیگر دنیوی معاملات، ایسا عذر نہیں ہیں جنھیں شریعت عذر کے طور پر تسلیم کرلے۔ اس لیے ضروری ہے کہ کاروباری اور دنیا کے معاملات میں الجھے ہوئے لوگ، اس بری عادت کو چھوڑیں اور ہر نماز اپنے وقت میں پڑھیں۔

---

[1] مصنف عبدالرزاق میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا کبیرہ گناہوں سے ہے۔ (536:1).

**مریض بھی جمع کر سکتا ہے:** البتہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مسافر پر قیاس کرتے ہوئے مریض کو بھی دو نمازیں جمع کر کے پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ اس لیے ایسا مریض جس کے لیے زیادہ حرکت ممکن نہ ہو، یا نقصان دہ ہو وہ جمع تقدیم یا جمع تاخیر (حسبِ حالات) کر سکتا ہے۔ یہ رائے اس لیے درست معلوم ہوتی ہے کہ مریض اور معذور شخص کو ہر طرح نماز پڑھنے کی شریعت نے اجازت دی ہے، وہ بیٹھ کر، داہنی کروٹ پر لیٹے ہوئے یا چت لیٹ کر یا اشارے ہی سے نماز پڑھ سکتا ہے اور جب ایسا ہے تو وہ دو نمازیں اکٹھی کر کے بھی پڑھ سکتا ہے۔ علاوہ ازیں مریض یا بوڑھا آدمی کسی ستون وغیرہ کا سہارا بھی لے سکتا ہے۔

**بارش وغیرہ میں دو نمازیں جمع کرنا:** نبی ﷺ نے ایک موقعے پر بغیر کسی عذر (خوف، سفر یا بارش) کے ظہر اور عصر کو، مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا ہے، جس کی وجہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بیان فرمائی، تاکہ آپ کی امت کو تنگی نہ ہو۔ [1] جس کا مطلب یہ ہے کہ ناگزیر قسم کے حالات میں امت اس پر عمل کر سکتی ہے۔ لیکن کسی بھی حدیث میں نبی ﷺ کا یہ عمل بیان نہیں کیا گیا ہے کہ بارش میں آپ نے دو نمازیں جمع کی ہوں۔ البتہ بعض صحابہ نے ایسا کیا ہے کہ بارش یا سخت سردی کی وجہ سے دو نمازیں ملا کر پڑھیں۔ اس لیے ہر قسم کی بارش میں دو نمازوں کو اکٹھا کرنا صحیح نہیں ہے، اس سے بچنا چاہیے، کیونکہ بارش کی حالت میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اذان میں (اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ) کہا جائے، جس کے معنی ہیں کہ نماز گھروں میں پڑھ لو۔ جب بارش کی حالت میں نماز گھروں میں پڑھنے کی اجازت دے دی گئی ہے، تو پھر دو نمازوں کو جمع کرنا کہاں ضروری رہا؟ اس لیے شدید بارش کی صورت میں جمع کرنے کی گنجائش ہے (کیونکہ بعض صحابہ کا عمل موجود ہے) تاہم معمول کی بارش میں اس سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

---

[1] صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر، حديث:706,705.

**جمع کرنے کی صورت میں دو تکبیریں:** دو نمازوں کو جمع کرنے کی صورت میں اذان تو ایک ہی کہی جائے گی، تاہم تکبیر ہر نماز کے لیے الگ الگ، یعنی دو مرتبہ ہوگی۔

**اذان میں اعلان:** بارش ہو رہی ہو، تو اذان میں حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کی بجائے یا اذان کے بعد، (اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ) کے الفاظ بھی کہے جائیں۔[1] تاکہ جو آسانی سے آسکتا ہو، وہ مسجد میں آجائے اور جو نہ آسکتا ہو، وہ گھر ہی میں نماز پڑھ لے۔

## نمازِ جمعہ کا بیان

جمعے کی بابت نبی ﷺ کا فرمان ہے:

اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةً: عَبْدٌ مَمْلُوْكٌ اَوِ امْرَاَةٌ اَوْ صَبِيٌّ اَوْ مَرِيْضٌ۔

''جمعہ ہر مسلمان کے لیے جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ البتہ اس سے چار قسم کے افراد مستثنیٰ ہیں: غلام، عورت، بچہ اور بیمار۔''[2]

اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ چار قسم کے افراد کے سوا کسی بھی مسلمان کے لیے جمعے کی نماز سے غیر حاضری کی اجازت نہیں ہے۔

اِس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ظہر کی نماز کے قائم مقام ہے، اس اعتبار سے یہ فرض ہے اور فرض کا ترک کسی بھی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے۔ اس میں چار کی بجائے دو فرض پڑھے جاتے ہیں، کیونکہ اس میں لوگوں کے وعظ و نصیحت کے لیے خطبہ بھی ضروری ہے جو دو رکعت کے قائم مقام ہے۔ یوں گویا خطبۂ جمعہ کا سننا بھی ضروری ہے۔ جو لوگ صرف نماز میں شریک ہو جاتے

---

[1] سنن أبي داود، الصلاة، باب التخلف عن الجماعة في الليلة الباردة أو الليلة المطيرة، حديث: 1063.

[2] سنن أبي داود، الصلاة، باب الجمعة للمملوك والمرأة، حديث: 1067.

ہیں اور خطبہ نہیں سنتے ، ان کا جمعہ ناقص اور نا تمام ہے۔

اسی لیے خطبۂ جمعہ کے لیے تاکید کی گئی ہے کہ وہ مختصر ہو، تاکہ لوگ سن لیں اور اس سے گریز کی راہیں تلاش نہ کریں۔ یوں لمبا خطبہ خلافِ سنت ہونے کے علاوہ حکمت و مصلحت کے بھی منافی ہے۔ لوگ عام طور پر خطبے کی طوالت کی وجہ سے صرف نماز کے وقت مسجد میں آتے ہیں اور یوں وعظ و نصیحت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں مختصر خطبے کو خطیب کی سمجھ داری کی علامت بتایا گیا ہے۔

إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهِ فَأَطِيلُوا الصَّلٰوةَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ۔

”آدمی کا لمبی نماز پڑھنا اور خطبہ مختصر دینا، اس کی سمجھ داری کی علامت ہے، اس لیے نماز لمبی پڑھو اور خطبہ مختصر دو۔“[1]

جمعہ، اجتماعیت کا مظہر ہے: علاوہ ازیں جمعے کی ایک اور حیثیت بھی ہے اور وہ ہے اس کا مسلمانوں کی اجتماعیت کا مظہر ہونا۔ جیسے سال میں دو عیدیں مسلمانوں کی اجتماعیت کی مظہر ہیں اور ان میں مسلمانوں کو کسی ایک ہی جگہ زیادہ سے زیادہ جمع ہو کر اللہ کی تکبیر و تحمید بیان کرنے اور اجتماعی قوت کا مظاہرہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اسی طرح ہفتے میں ایک جمعے کا دن، مسلمانوں کی اجتماعیت کا دن ہے۔ اس دن بھی مسلمان مسجد میں جمع ہو کر اللہ کی اجتماعی عبادت کریں۔ اس نقطۂ نظر سے جمعے کے دن کی بڑی اہمیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس اجتماعیت سے گریز پر سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں، چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا گیا:

مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ۔

”جو شخص تین جمعے سستی کی وجہ سے چھوڑ دے، اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔“[2]

---

1. صحيح مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، حديث: 869.
2. سنن أبي داود، الصلاة، باب التشديد في ترك الجمعة، حديث: 1052.

ایک دوسری روایت میں فرمایا:

لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْلَيَخْتِمَنَّ اللهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ.

''لوگ جمعے چھوڑنے سے باز آ جائیں، یا پھر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔''[1]

ایک تیسری روایت میں آپ نے جمعہ چھوڑنے والوں کی بابت فرمایا:

لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ آمُرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ، ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ، بُيُوْتَهُمْ.

''میں نے ارادہ کیا کہ میں کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں (خود جا کر) ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو جمعے میں پیچھے رہتے ہیں۔''[2]

ان احادیث سے واضح ہے کہ کسی مسلمان کے لیے جمعہ کے اجتماع (خطبۂ جمعہ اور نماز) سے پیچھے رہنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ مسلمانوں کی اجتماعیت کے مظاہرے کا دن ہے۔ اسی لیے قرآن کریم میں بھی فرمایا گیا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ط﴾

''اے ایمان والو! جب جمعے کے دن نماز کی اذان ہو جائے، تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔''[3]

---

[1] صحيح مسلم، الجمعة، باب التغليظ في ترك الجمعة، حديث: 865.

[2] صحيح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة و بيان التشديد في التخلّف عنها، حديث: 652.

[3] الجمعة 62:9.

گویا جمعے کے دن جمعے کا وقت شروع ہو جانے کے بعد، جس کا اعلان اذان کے ذریعے کر دیا جاتا ہے، تجارت اور کاروبار کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ اذان جمعہ کے بعد ایک مسلمان جو کچھ کمائے گا، وہ شرعاً ناجائز ہے، کیونکہ وہ ایسے وقت کی کمائی ہے جس میں اس کو کاروبار کرنے سے روک دیا گیا تھا۔

**جمعہ کے ضروری مسائل:**

- جمعے کے دن نہانا، صاف ستھرا لباس پہننا، تیل اور خوشبو لگانا، گویا ہر ممکن صفائی ستھرائی کا اہتمام کرنا مستحب ہے۔ بعض علمائے کرام غسل جمعہ کو واجب قرار دیتے ہیں۔
- جمعے کا اہتمام جس طرح شہروں میں کرنا ضروری ہے، اسی طرح گاؤں و دیہات میں بھی ضروری ہے۔
- جمعے کا خطبہ خاموشی سے سنا جائے، کسی سے بات چیت نہ کی جائے، حتی کہ بات چیت کرنے والے کو یہ بھی نہ کہا جائے کہ خاموش رہو، اسی طرح کھیل کود کی چیزوں میں بھی مشغول نہ ہو۔
- کوشش کی جائے کہ مسجد میں جلد سے جلد آئے۔ اس لیے کہ حدیث میں آتا ہے کہ جمعے کے دن سب سے پہلے آنے والے کو ایک اونٹ کی قربانی کے برابر ثواب ملتا ہے، اس کے بعد آنے والے کو گائے کی قربانی کے برابر، اس کے بعد والے کو دُنبے کی قربانی کے برابر، اس کے بعد والے کو مرغی کے برابر اور اس کے بعد آنے والے کو انڈہ صدقہ کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے، پھر جب امام خطبہ دینے کے لیے نکلتا ہے تو فرشتے اپنا رجسٹر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔[1]
- مسجد میں آنے کے بعد سب سے پہلے (دو رکعت) تحیۃ المسجد ادا کرے اور پھر دو دو

---

[1] صحيح البخاري، الجمعة، باب الاستماع إلى الخطبة يوم الجمعة، حديث: 929، و صحيح مسلم، الجمعة، باب الطيب والسواك يوم الجمعة، حديث: 850.

رکعت کر کے جتنے چاہے نوافل ادا کرے، قرآن کریم کی تلاوت یا ذکر اذکار کرے، نبی ﷺ پر درود پڑھے۔ اس لیے کہ جمعے کے دن کثرت سے درود پڑھنے کا بھی حکم ہے۔

- اگر خطبہ شروع ہو چکا ہو تو صرف مختصر دو رکعت پڑھے اور پھر خطبہ سنے۔ بعض لوگ خطبے کے دوران بھی کم از کم چار رکعت ضرور پڑھتے ہیں اور بعض لوگ دو رکعت پڑھنا بھی ناجائز سمجھتے ہیں۔ یہ دونوں ہی باتیں غلط ہیں۔ نبی ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کہ دورانِ خطبہ آنے والا شخص بھی پہلے دو رکعت ضرور پڑھے اور پھر بیٹھے۔[1] اس لیے دو رکعت سے زیادہ نہ پڑھے اور دو رکعت پڑھے بغیر بھی نہ بیٹھے۔
- جمعے کے بعد چار رکعت پڑھے، بہتر ہے کہ دو دو کر کے پڑھے، تاہم ایک سلام سے بھی پڑھ سکتا ہے۔ گھر جا کر پڑھے تو وہاں دو رکعتیں بھی کافی ہیں۔
- بعد میں آنے والے کو جہاں جگہ ملے، وہاں بیٹھ جائے۔ لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے جانے کی کوشش کرے نہ کسی کو اُٹھا کر اس کی جگہ بیٹھے۔
- جماعت کے آخر (تشہد وغیرہ) میں ملنے والا شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد چار رکعات فرض پڑھے، کیونکہ اس سے جمعہ فوت ہو چکا ہے، لہٰذا اب وہ ظہر کی چار رکعات پڑھے گا یہی جمہور صحابہ، تابعین اور ائمہ کا مذہب ہے۔ ابن قدامہ نے اسے المغنی مسئلہ:286 میں صحابہ اور تابعین کا اجماع قرار دیا ہے۔
- جو حضرات نماز جمعہ سے مستثنیٰ ہیں اور وہ جماعت کے ساتھ جمعہ نہیں پڑھتے جیسے مریض، مسافر، نابالغ لڑکا، غلام اور عورت۔ یہ اپنی اپنی جگہ ظہر کی نماز پڑھیں گے، یعنی چار فرض اور اول و بعد کی سنتیں۔

---

[1] صحیح البخاری، الجمعة، باب إذا رأى الإمام رجلاً جاء وهو يخطب……، حديث: 930، وصحيح مسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، حديث: 875.

- امام اپنی مقامی زبان میں خطبہ دے، کیونکہ خطبے کا مقصد وعظ وتذکیر ہے، اور یہ مقصد صرف عربی خطبے سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ علاوہ ازیں خطیب خطبے میں دونوں ہاتھوں سے اشارہ نہ کرے، بلکہ ایک ہاتھ سے اشارہ کرے۔
- جمعے کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ پڑھی جائے۔ اسی طرح جمعے کے دن نماز فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر کی تلاوت مسنون ہے۔
- خطبہ کھڑے ہو کر دیا جائے، بیٹھ کر خطبہ دینا خلافِ سنت ہے۔ کوئی عذر ہو تو الگ بات ہے۔ دو خطبے مسنون ہیں، یعنی امام ایک خطبہ دے کر بیٹھ جائے، پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ دے۔ نبی ﷺ کے ہاتھ میں عصا یا کمان بھی ہوتی تھی، اس لیے خطیب کے ہاتھ میں عصا بھی ہونا چاہیے۔
- جمعے کی رات کو عبادت کے لیے اور جمعے کے دن کو روزہ رکھنے کے لیے خاص کرنے کی ممانعت ہے۔ ہاں مسلسل روزہ رکھتے ہوئے جمعہ آ جائے تو اور بات ہے، اسی طرح اس کے ساتھ پہلے یا بعد میں روزہ ملا لیا جائے، تب بھی جمعے کا روزہ رکھنا جائز ہے، صرف جمعے کا بطورِ خاص روزہ رکھنا ممنوع ہے۔[1]
- جمعے کی پہلی اذان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ضرورت کے تحت مسجد سے دور ایک بازار (زوراء) میں دلوانے کا آغاز کیا تھا، تاہم اگر اذان عثمانی کی ضرورت نہ ہو تو اس کو ترک کرنا جائز ہے۔ ایسی صورت میں اسی ایک اذان پر اکتفا کیا جائے گا جو نبی ﷺ کے زمانے میں ہوتی تھی اور اس کا وقت وہ ہے جب خطیب منبر پر رونق افروز ہو جائے۔

تاہم شہر سے دور دراز علاقے، جہاں لاؤڈ اسپیکر وغیرہ نہ ہوں اور وہاں قبل از وقت اطلاع دینے کی ضرورت محسوس ہو، تو وہاں اذانِ عثمانی (یعنی جمعے کی پہلی اذان) کا

---

[1] صحیح مسلم، الصیام، باب کراهة صیام یوم الجمعة منفردًا، حدیث: 1144.

اہتمام کیا جائے گا۔

## عیدین کی نماز

عید الفطر اور عید الاضحیٰ مسلمانوں کے دو ملی تہوار ہیں۔ ان دونوں تہواروں کا آغاز طلوع آفتاب کے بعد، دو رکعت ادا کرنے سے ہوتا ہے۔ ان دونوں موقعوں پر حکم یہ ہے کہ نماز مسجدوں کے اندر پڑھنے کی بجائے کھلے مقامات (وسیع میدانوں اور صحراؤں) میں ادا کی جائے، تاکہ زیادہ سے زیادہ اجتماعیت کا اور مسلمانوں کی قوت اور شان وشوکت کا مظاہرہ ہو۔

عیدین کے ضروری مسائل حسبِ ذیل ہیں:

- عیدین کے موقعے پر نہانا، صاف ستھرا لباس پہننا، تیل اور خوشبو وغیرہ لگانا مستحب ہے۔
- اس نماز کے لیے تاکید ہے کہ عورتوں کو بھی اس میں شریک کیا جائے، حتی کہ وہ عورتیں بھی شریک ہوں جن سے نماز ساقط ہو۔
- عید گاہ میں آکر نماز سے قبل کوئی نوافل پڑھے جائیں نہ بعد میں۔
- نماز سے پہلے خطبہ یا کسی قسم کی تقریر غیر مسنون عمل ہے۔ سنت یہ ہے کہ پہلے عید کی نماز پڑھی جائے اور پھر مختصر خطبہ اور دعا ہو۔ عید گاہ میں منبر کا اہتمام بھی نہ کیا جائے، رسول اللہ ﷺ نے منبر کے بغیر ہی عیدین کا خطبہ ارشاد فرمایا ہے۔
- عورتیں سادہ لباس پہن کر باپردہ عید گاہ میں آئیں، ایسی خوشبو یا سینٹ استعمال نہ کریں جس کی خوشبو قریب سے گزرنے والے مردوں تک بھی پہنچے۔
- نماز عید کے لیے جاتے ہوئے راستے میں اور عید گاہ میں بآواز بلند اللہ کی تکبیر وتحمید کرتے رہیں، جیسے اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ اَجَلُّ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ - یا - اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا۔

یہ دونوں تکبیرات سیدنا ابن عباس اور سلمان رضی اللہ عنہما سے منقول ہیں، اور مشہور الفاظِ تکبیر:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

یہ دار قطنی کی ایک روایت میں ہیں جو سنداً سخت ضعیف ہے اس لیے انھیں مسنون تکبیر سمجھ کر نہ پڑھا جائے، کیونکہ یہ سنداً ثابت نہیں ہیں، البتہ حضرت عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ منقول ہیں۔ [1] بہتر ہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہما سے منقول دو تکبیرات، جو اس سے قبل مذکور ہیں، انھیں پڑھا جائے۔

- یہ بات بھی صحیح سند سے حضرت ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہی سے منقول ہے کہ وہ 9 ذوالحجہ کی فجر سے 13 ذوالحجہ کی نمازِ عصر تک تکبیرات پڑھتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند سے ثابت نہیں۔
- بعض صحابہ کا یہ عمل بھی صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ وہ ذوالحجہ کے پہلے عشرے (10 دنوں) میں ہر وقت تکبیرات پڑھتے تھے اور بالخصوص بازاروں میں جا کر آواز بلند پڑھتے تاکہ دوسرے لوگ بھی سن کر پڑھیں۔
- عید الفطر میں نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے صدقۃ الفطر ادا کر دیا جائے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر میں طاق کھجوریں کھا کر عید گاہ تشریف لے جاتے تھے، اس لیے کھجوریں یا کچھ نہ کچھ کھا کر عید الفطر کی نماز کے لیے جائیں۔
- عید الاضحیٰ میں بغیر کھائے جائیں اور آ کر قربانی کے گوشت میں سے کچھ کھائیں۔ تاہم یہ ممکن نہ ہو، تو کچھ بھی کھایا جا سکتا ہے۔
- نماز عید کا وہی وقت ہے جو نمازِ اشراق کا وقت ہے۔ گویا زیادہ تاخیر صحیح نہیں۔

---

[1] فتح الباری۔

- شہر ہو یا گاؤں، نماز عید سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں۔ اگر کسی نے نماز سے پہلے قربانی کر دی، تو وہ قربانی نہیں ہوگی۔
- نماز عید کے لیے جس راستے سے جائیں، واپسی میں راستہ تبدیل کر لیں۔

**نمازِ عید کا طریقہ:** عید کی نماز کے لیے اذان ہے نہ تکبیر۔

- خطبہ نماز کے بعد دیا جائے، جو مختصر ہو تا کہ سب سن لیں، کیونکہ اس کا سننا بھی ضروری ہے۔
- نمازِ عید کی دو رکعتیں ہیں۔ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد حمد وثنا پڑھی جائے اور پھر قراءت شروع کرنے سے پہلے سات تکبیریں کہی جائیں اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں۔ ان کو تکبیرات زوائد کہا جاتا ہے جن کی تعداد 12 ہے۔
- ہر تکبیر میں کانوں کی لو یا کندھوں تک ہاتھ اٹھائیں، یعنی رفع الیدین کریں، اور پھر ہاتھ باندھ لیں۔
- پہلی رکعت میں سورۂ قٓ یا سورۂ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۂ قمر یا سورۂ غاشیہ پڑھی جائے۔

## نماز تہجد کا بیان

رات کے پچھلے پہر نرم و گداز بستر چھوڑ کر اُٹھنا اور اللہ کی عبادت کرنا، قیام اللیل یا تہجد کہلاتا ہے۔ یہ فرض تو نہیں ہے، ایک نفلی عبادت ہے لیکن رسول اللہ ﷺ اس کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے تھے اور پابندی سے رات کا کچھ حصہ اللہ کی عبادت کرتے ہوئے گزارتے۔ علاوہ ازیں اپنی امت کو بھی آپ نے اس کی ترغیب دی، فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَنْهَاةٌ لِلإِثْمِ.

"تم قیام اللیل کا اہتمام کرو، اس لیے کہ یہ تم سے پہلے گزر جانے والے نیک لوگوں کا

طریقہ رہا ہے، علاوہ ازیں یہ تمھارے رب کے قرب کا، برائیاں دور کرنے کا اور گناہوں سے باز رہنے کا سبب اور ذریعہ ہے۔"[1]

اس کی وجہ یہ ہے کہ رات کے آخری تہائی حصے میں، جو تہجد کا خاص وقت ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے:

مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِيْ فَاُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَاَغْفِرَ لَهُ؟

"کون ہے جو مجھے پکارے، میں اس کی پکار کو قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں؟ کون ہے جو مجھ سے معافی مانگے تو میں اسے معاف کر دوں؟"[2]

اس اعتبار سے رات کا یہ آخری حصہ اللہ سے دعا و مناجات کا، توبہ و استغفار کا اور اس کی عبادت کر کے اس کو راضی کرنے کا خاص وقت اور خاص طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عبادت کی خصوصی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اسے قیام اللیل بھی کہا جاتا ہے اور تہجد بھی اور رمضان المبارک میں اس کو تراویح کہا جاتا ہے۔

مذکورہ تفصیل سے واضح ہے کہ اس قیام اللیل کا اصل وقت تو رات کا وہ آخری تیسرا حصہ ہے، جب پہلے دو حصے گزر جائیں، تاہم اس کا آغاز عشاء کی نماز کے بعد ہی سے ہو جاتا ہے، یعنی اگر کوئی شخص عشاء کے بعد تہجد کی نماز پڑھنا چاہے، تو پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح نصف رات میں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے اور دو حصے گزر جانے کے بعد رات کے تیسرے حصے میں پڑھنا چاہے، تو پڑھ سکتا ہے۔ نبی ﷺ نے یہ نماز کبھی ابتدائی وقت میں، کبھی درمیانی وقت

---

[1] جامع الترمذی، الدعوات، باب من فتح له منكم باب الدعاء...... حديث: 3549.

[2] صحيح البخاری، التهجد، باب الدعاء والصلاة من آخر الليل، حديث: 1145، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في الدعاء والذكر ...... حديث: 758.

میں اور کبھی آخری وقت میں پڑھی ہے۔ تاہم آپ کا زیادہ معمول آخری وقت ہی میں پڑھنے کا رہا ہے۔

نمازِ تہجد میں نبی ﷺ کا قیام، رکوع، قومہ اور سجدہ ہر رکن لمبا ہوتا تھا، گویا نہایت خشوع خضوع سے یہ نماز ادا فرماتے، بعض دفعہ آپ کے پیر سوج جاتے۔ اس خشوع اور اطمینان کا اہتمام نہایت ضروری ہے۔

- نبی ﷺ کا عام معمول، رمضان ہو یا غیر رمضان، گیارہ رکعت کا تھا، یعنی آپ دو دو کر کے آٹھ رکعت تہجد اور تین وتر یا دس رکعات اور ایک وتر پڑھتے۔ بعض دفعہ وتر کے بعد دو مختصر رکعتیں مزید پڑھتے اور یوں کبھی 13 رکعتیں ہو جاتیں۔
- جو شخص قیام اللیل کا عادی یا اس کی نیت رکھنے والا ہو، تو اُسے چاہیے کہ وہ عشاء کی نماز کے ساتھ وتر نہ پڑھے، وتر تہجد کی نماز پڑھنے کے بعد آخر میں پڑھے اس لیے کہ وتر کو رات کی آخری نماز بنانا مستحب ہے۔
- جس شخص نے وتر پڑھ لیے ہوں اور پھر اُسے تہجد پڑھنے کا موقع مل جائے، تو وہ تہجد کے نوافل پڑھ لے، اسے وتر توڑنے یا دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔
- بہتر ہے کہ تہجد کی 8 رکعات ہی پڑھی جائیں۔ اگر بندہ عبادت میں زیادہ وقت صرف کرنا چاہے، تو تعداد میں اضافہ کرنے کی بجائے، قیام اور رکوع و سجود وغیرہ ارکانِ نماز کو لمبا کر لے، جیسا کہ نبی ﷺ کا معمول تھا۔
- تاہم کوئی 8 رکعات سے کم پڑھنا چاہے تو وہ کم بھی پڑھ سکتا ہے۔
- مستقل تہجد گزار سے کسی وقت تہجد کی نماز رہ جائے، تو وہ اگر صرف وتر پڑھنا چاہے تو نماز فجر سے پہلے یا نماز فجر کے بعد وتر پڑھ لے اور اگر تہجد کی قضا ادا کرنا چاہتا ہے تو سورج نکلنے کے بعد 12 رکعات پڑھ لے، تاہم اگر وہ قضا نہیں دے گا تو گناہ گار نہیں ہوگا۔

**قیام رمضان یعنی نماز تراویح:** پہلے بتایا جا چکا ہے کہ تراویح بھی دراصل تہجد ہی کی نماز ہے جسے حدیث میں قیام اللیل سے تعبیر کیا گیا ہے، اور اس کی فضیلت میں کہا گیا ہے:

**مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔**

"جس نے رمضان (میں رات) کو قیام کیا ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے، تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔"[1]

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ تین راتوں کو صحابہ کے ساتھ باجماعت قیام کیا، اور چوتھی رات کو لوگ منتظر رہے، لیکن آپ تشریف نہیں لائے۔ بعد میں آپ نے بتایا کہ مجھے تمھارے ذوق و شوق اور انتظار کا پتہ تھا، لیکن میں اس لیے نہیں آیا کہ کہیں تم پر یہ قیام فرض نہ کر دیا جائے، اگر ایسا ہو گیا تو تم اس پر عمل نہیں کر سکو گے۔ اس لیے تم رمضان کا یہ قیام اپنے اپنے گھروں میں کیا کرو۔"[2]

اس کے بعد یہ قیام اپنے اپنے گھروں میں انفرادی طور پر ہوتا رہا حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرات اُبَیّ بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو جماعت کے ساتھ گیارہ رکعت پڑھایا کریں۔[3] اس لیے کہ یہی طریقۂ نبوی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپنے اپنے طور پر لوگ مختلف تعداد کے ساتھ قیام کرتے تھے، کوئی 16، کوئی 20،

---

[1] صحيح البخاري، صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، حديث: 2008، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان ......، حديث: 759.

[2] صحيح البخاري، الأدب، باب مايجوز من الغضب......، حديث: 7290,6113، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته ......حديث: 781، وسنن أبي داود، باب في قيام شهر رمضان، حديث: 1375، وجامع الترمذي، الصوم، باب ماجاء في قيام شهر رمضان، حديث: 806.

[3] موطأ الإمام مالك، الصلاة في رمضان، باب ماجاء في قيام رمضان: 115/1.

کوئی 36 اور کوئی 40 رکعات پڑھتا تھا۔ حضرت عمر نے، رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے مطابق، آسانی کے لیے رات کے پہلے حصے میں مسنون عدد کے ساتھ اس کے باجماعت کرانے کا انتظام فرما دیا، جو اب تک امت میں معمول بہ ہے۔ 20 رکعت کا کوئی ثبوت صحیح سند سے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے نہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے۔ دونوں سے صحیح طور پر جو ثابت ہے، وہ وتر سمیت 11 رکعات ہی ہیں۔[1]

## اشراق یا چاشت کی نماز

نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''انسان کے اندر تین سو ساٹھ جوڑ ہیں، اس کی ذمے داری ہے کہ وہ ہر جوڑ کے عوض ایک صدقہ (نیکی) کرے'' (یعنی روزانہ تین سو ساٹھ نیکیاں کرے۔) صحابۂ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ کس کی طاقت میں ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''مسجد میں کسی کے تھوک کو صاف کر دینا، راستے سے کسی چیز کا ہٹا دینا، (بھی نیکی ہے، یعنی اس قسم کے کام کرکے دن میں ان جوڑوں کا شکر ادا کیا جا سکتا ہے اور کیا جانا چاہیے) اگر یہ بھی ممکن نہ ہو، تو چاشت کی دو رکعت تم سے کفایت کر جائیں گی۔''[2] ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''ہر تسبیح (سُبْحَانَ اللهِ کہنا)، ہر تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا)، ہر تہلیل (لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنا) اور ہر تکبیر (اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہنا) صدقہ ہے اور (اسی طرح) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صدقہ ہے، اور چاشت کی دو رکعت بھی اس سے کفایت کر جائیں گی۔''[3]

ان دونوں حدیثوں میں ضُحٰی کی دو رکعت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جس کا ترجمہ چاشت کی نماز کیا جاتا ہے۔ اس نماز کی بابت دوسری حدیث میں آتا ہے۔

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ہمارا رسالہ ''رمضان المبارک کے احکام و مسائل'' مطبوعہ دارالسلام۔

[2] سنن أبي داود، الأدب، باب إماطة الأذى عن الطريق، حديث:5242.

[3] صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى ...... حديث: 720.

## صَلٰوۃُ الْاَوَّابِیْنَ حِیْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ۔

”اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز، اس وقت ہے جب اونٹنی کے بچوں کے کھر گرمی کی شدت سے تپنے لگیں۔“[1]

اس سے استدلال کرتے ہوئے اکثر علماء نے کہا ہے کہ یہ نماز اس وقت ہے جب سورج خوب چڑھ آئے اور گرمی کی شدت محسوس ہونے لگے۔ عام طور پر اسی کو نمازِ اشراق بھی کہا جاتا ہے جو سورج کے نکلتے ہی 10,5 منٹ کے وقفے کے بعد پڑھ لی جاتی ہے۔ جس کی فضیلت میں یہ حدیث آتی ہے کہ جو شخص فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ کر، بیٹھا ہوا اللہ کا ذکر کرتا رہا، حتی کہ سورج طلوع ہو گیا، پھر اس نے دو رکعت نماز پڑھی، تو اسے پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔[2] شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو شواہد کی بنا پر حسن کہا ہے، جو محدثین کے نزدیک قابل حجت ہے۔ بہر حال دونوں وقتوں میں سے کسی بھی ایک وقت میں اسے پڑھا جا سکتا ہے۔ اور صحیح حدیث کی رُو سے یہی صلاۃ الاوابین ہے نہ کہ مغرب کے بعد پڑھے جانے والے نوافل، کیونکہ مغرب کے بعد والی حدیث مرسل، یعنی ضعیف ہے۔

اشراق یا چاشت کے نفل 2 سے لے کر 8 رکعت تک ہیں۔ یعنی دو نفل یا چار یا چھ یا آٹھ نفل۔ دو دو کر کے آٹھ رکعات یا اس سے کم پڑھے جا سکتے ہیں۔

## نمازِ کسوف

چاند یا سورج کو گرہن لگ جانا، کسوف یا خسوف کہلاتا ہے۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عظیم نمونہ اور نشانیاں ہیں۔ ان کی روشنی اور حرارت کا مدھم پڑ جانا یا ختم ہو جانا بھی، نظم

---

[1] صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الأوابين حين ترمض الفصال، حديث: 748.

[2] جامع الترمذي، الجمعة، باب ذكر مما يستحب من الجلوس في المسجد......، حديث: 586.

کائنات میں بلا شرکت غیرے، اللہ کے تصرف اور اختیار کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے موقعوں پر نبی ﷺ پر سخت گھبراہٹ طاری ہو جاتی اور اللہ کے خوف سے آپ پریشان ہو جاتے اور پھر اللہ کی طرف متوجہ ہونے کے لیے نماز کا اہتمام فرماتے۔ علاوہ ازیں اس نمازِ کسوف کو خوب لمبا کرتے، تاکہ گرہن کا یہ دورانیہ اللہ کی عبادت اور اس کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرتے ہوئے گزر جائے۔

یہ نماز، عام نمازوں سے، اس لحاظ سے مختلف ہے کہ نبی ﷺ نے اس نماز کی ایک ایک رکعت میں کئی کئی رکوع کیے۔ اس لیے نماز کسوف میں کم از کم دو رکوع ہر رکعت میں ضرور کیے جائیں۔ نبی ﷺ نے اس کی دو رکعتیں باجماعت ادا فرمائیں، پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ تلاوت کرنے کی مقدار کے برابر قیام کر کے خوب طویل رکوع کیا۔ رکوع سے کھڑے ہو کر پھر تلاوت شروع کر دی اور پھر حسب سابق لمبا رکوع کیا۔ رکوع سے کھڑے ہو کر قومہ اور پھر دو سجدے کیے۔ اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح دو مرتبہ قراءت اور دو رکوع کیے اور قومہ اور دو سجدوں کے بعد تشہد پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ اور پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس نماز میں عورتیں بھی شامل تھیں۔ [1]

## نمازِ استسقا

استسقا کے معنی ہیں، پانی طلب کرنا۔ جب کسی علاقے میں اس وقت بارش نہ ہو، جب فصلوں اور پیداوار کے لیے بارش کی ضرورت ہو، تو فصلوں کو شدید نقصان پہنچتا ہے اور پیداوار حسبِ ضرورت نہیں ہوتی، جس سے غلے کی کمی ہو جاتی ہے۔ اسے قحط سالی سے تعبیر کیا

---

[1] صحیح البخاری، الکسوف، باب صلاۃ الکسوف جماعۃ، حدیث: 1052، وصحیح مسلم، الکسوف، باب عرض علی النبی ﷺ فی صلاۃ الکسوف ......، حدیث: 907.

جاتا ہے۔ ایسے موقعے پر بھی نبی ﷺ نے بارش کے لیے دعاؤں کے علاوہ باجماعت دو رکعت نماز بھی پڑھی ہے، جسے نمازِ استسقا کہا جاتا ہے۔ یعنی پانی (بارش) طلب کرنے کی نماز۔ اس کے ضروری احکام حسبِ ذیل ہیں:

- اس میں بھی امام اونچی آواز سے قراءت کرے گا۔
- اس کے لیے اذان اور اقامت کی ضرورت نہیں۔
- اسے بھی باہر کھلے میدان اور عید گاہ میں ادا کیا جائے۔
- لوگ عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے نماز کے لیے جائیں۔
- عید گاہ میں منبر پر خطبہ اور دعا کا اہتمام کیا جائے، تاہم منبر کے بغیر بھی جائز ہے۔
- بہتر ہے کہ سورج نکلنے کے بعد دن کے آغاز ہی میں یہ نماز پڑھی جائے۔ نبی ﷺ نے اسے سورج نکلتے ہی پڑھا ہے۔
- عید گاہ یا نماز گاہ میں امام قبلہ رُخ کھڑا ہو کر، دونوں ہاتھ اپنے چہرے تک اتنے بلند کرے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگے، ہاتھوں کو اُلٹا کرکے، یعنی ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف اور ہتھیلیاں زمین کی طرف کرکے دعا کرے۔ علاوہ ازیں چادر کو پلٹا جائے، یعنی چادر کے اندرونی حصے کو باہر اور باہر کے حصے کو اندر کیا جائے اور دائیں کنارے کو بائیں کندھے پر اور بائیں کنارے کو دائیں کندھے پر ڈال دیا جائے اور پھر بارش کے لیے دعائیں کی جائیں۔ امام کے ساتھ مقتدی بھی یہ سارے کام کریں۔

ہاتھوں کی پشتوں کو آسمان کی طرف کرنا اور چادروں کا پلٹنا، یہ تفاؤل (نیک فالی) کے طور پر ہے، یعنی اے اللہ! جس طرح ہم نے اپنے ہاتھ اُلٹے کر لیے ہیں اور چادروں کو پلٹ دیا ہے، تو بھی موجودہ حالات کو اسی طرح بدل دے، بارش کے ذریعے سے قحط سالی ختم کر دے اور تنگی، خوش حالی میں بدل دے۔

اس کے بعد امام دو رکعت نماز پڑھائے۔[1] صحیح بخاری و مسلم وغیرہ کی روایات سے تو یہی ترتیب معلوم ہوتی ہے جو بیان کی گئی ہے۔ تاہم ابن ماجہ کی ایک روایت کی رو سے نماز پہلے بھی پڑھی جا سکتی ہے اور خطبہ و دعا بعد میں جائز ہے۔

**اِستسقا کی دعائیں:** اِستسقا (بارش طلب کرنے) کی جو دعائیں نبی ﷺ سے منقول ہیں، حسب ذیل ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ. اَللّٰهُمَّ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ (أَنْتَ) الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ، أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَآ أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا إِلٰى حِيْنٍ.

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب ہے جہانوں کا، بہت رحم کرنے والا، نہایت مہربان، مالک ہے جزا کے دن کا، نہیں کوئی معبود مگر اللہ، وہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ اے اللہ! تو اللہ ہے، نہیں کوئی معبود مگر تو ہی (تُو) غنی ہے اور ہم محتاج، نازل فرما ہم پر بارش اور کر دے اس کو جو تُو نازل فرمائے ہمارے لیے قوت اور (مقاصد تک) پہنچنے کا ذریعہ ایک مدت تک۔“[2]

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا.

”اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا۔“[3]

---

[1] صحیح البخاری، صحیح مسلم، سنن أبی داود اور جامع الترمذی وغیرھا، کتاب الاستسقاء میں مذکورہ تمام تفصیلات موجود ہیں۔

[2] سنن أبی داود، الاستسقاء، باب رفع الیدین فی الاستسقاء، حدیث: 1173، وصحیح ابن حبان، حدیث: 604.

[3] صحیح البخاری، الاستسقاء، باب: 6,5، حدیث: 1013.

اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ۔

''اے اللہ! پانی پلا اپنے بندوں اور جانوروں کو اور پھیلا دے اپنی رحمت اور زندہ کر دے اپنے مردہ شہر کو۔''[1]

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا مَرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ۔

''اے اللہ! ہمیں سیراب فرما ایسی بارش سے جو تشنگی بجھانے والی ہو، خوشگوار ہو غلہ اُگانے والی، نفع دینے والی ہو نہ کہ نقصان پہنچانے والی، جلد آنے والی ہو نہ کہ دیر سے آنے والی۔''[2]

بارش آتے دیکھ کر یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا۔

''اے اللہ! اس کو نفع بخش بارش بنا۔''[3]

ضرورت سے زیادہ بارش ہونے پر پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالْجِبَالِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ۔

---

[1] سنن أبی داود، الاستسقاء، باب رفع الیدین فی الإستسقاء، حدیث: 1176.

[2] سنن أبی داود، الاستسقاء، باب رفع الیدین فی الاستسقاء، حدیث: 1169.

[3] صحیح البخاری، الاستسقاء، باب مایقال إذا مطرت، حدیث: 1032.

”اے اللہ! (اب یہ بارش) ہمارے اردگرد برسا، ہم پر نہ برسا، اے اللہ! ٹیلوں پر اور پہاڑوں پر، پہاڑوں کی چوٹیوں اور وادیوں پر اور درختوں کے پیدا ہونے کی جگہوں پر۔“[1]

[1] صحیح البخاری، الاستسقاء، باب الاستسقاء فی المسجد الجامع، حدیث: 1013.

باب پنجم

# اہم اور ضروری دعائیں

## نیند سے بیدار ہونے کے بعد کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ ط

''ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں زندہ کیا، بعد اس کے کہ اس نے ہمیں مار دیا تھا اور اسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔'' [1]

## بیت الخلا میں داخل ہونے کی دعا

"بِسْمِ اللّٰهِ" اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ ط

''اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں خبیثوں اور خبیثیوں سے۔'' [2]

## بیت الخلا سے نکلنے کی دعا

"غُفْرَانَكَ"

''(اے اللہ! میں) تیری بخشش (چاہتا ہوں)'' [3]

---

1. صحیح البخاری، الدعوات، باب ما یقول إذا نام، حدیث: 6312، وصحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، حدیث: 2711.
2. صحیح البخاری، الوضوء، باب ما یقول عند الخلاء، حدیث: 142، وصحیح مسلم، الحیض، باب ما یقول إذا أراد دخول الخلاء، حدیث: 375، شروع میں "بِسْمِ اللّٰهِ" کی زیادتی سعید بن منصور نے بیان کی ہے۔ دیکھیے فتح الباری: 1/244.
3. سنن أبی داود، الطهارة، باب ما یقول الرجل إذا خرج من الخلاء، حدیث: 30.

## وضو سے پہلے پڑھیں

بِسْمِ اللّٰهِ ط

''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ۔''[1]

## وضو سے فارغ ہونے کے بعد کی دعائیں

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

''میں شہادت دیتا ہوں کہ کوئی (سچا) معبود نہیں سوائے اللہ اکیلے کے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''[2]

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ط

''اے اللہ! مجھے بنا دے بہت توبہ کرنے والوں میں سے اور کر دے مجھے پاک صاف رہنے والوں میں سے۔''[3]

**ملحوظہ:** یہ دعائیں پڑھتے وقت آسمان کی طرف نگاہ کر کے انگلی اٹھانے والی حدیث ضعیف ہے، اس لیے ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

## گھر سے نکلتے وقت کی دعائیں

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط

---

[1] سنن أبی داود، الطهارة، باب فی التسمية علی الوضوء، حديث:101، وإرواء الغليل: 1/122.

[2] صحيح مسلم، الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، حديث:234.

[3] جامع الترمذی، الطهارة، باب [فی] ما يقال بعد الوضوء، حديث:55، وصححه الشيخ الألبانی فی صحيح الترمذی: 1/18.

”(میں اس گھر سے) اللہ کے نام کے ساتھ (نکل رہا ہوں) میں نے بھروسا کیا اللہ پر، اور گناہ سے بچنے کی ہمت ہے نہ نیکی کرنے کی طاقت، مگر اللہ کی توفیق ہی سے۔“ [1]

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَضِلَّ، اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ، اَوْ اُزَلَّ، اَوْ اَظْلِمَ، اَوْ اُظْلَمَ، اَوْ اَجْهَلَ، اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ ط

”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں (اس بات سے) کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا مجھے گمراہ کر دیا جائے، میں پھسل جاؤں یا مجھے پھسلا دیا جائے، میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے، میں کسی سے جہالت سے پیش آؤں یا میرے ساتھ جہالت سے پیش آیا جائے۔“ [2]

## گھر میں داخل ہوتے وقت کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللهِ خَرَجْنَا، وَعَلَى اللهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا۔

”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں گھر میں داخل ہونے اور گھر سے نکلنے کی بہتری کا، اللہ کے نام کے ساتھ ہم (گھر میں) داخل ہوئے اور اللہ ہی کے نام کے ساتھ ہم نکلے، اور اپنے رب ہی پر ہم نے توکل کیا۔“ [3]

پھر اپنے گھر والوں کو سلام کہے۔

---

[1] سنن أبی داود، الأدب، باب ما يقول إذا خرج من بيته،حديث: 5095، و جامع الترمذی، الدعوات، باب ماجاء ما يقول إذا خرج من بيته، حديث:3426، وصححه الشيخ الألبانی فی صحيح الترمذی: 151/3 .

[2] سنن أبی داود ، الأدب، باب ما يقول إذا خرج من بيته ،حديث: 5094، وجامع الترمذی ، الدعوات، باب منه، حديث:3227، وصححه الشيخ الألبانی فی صحيح الترمذی: 152/3 .

[3] سنن أبی داود، الأدب، باب ما يقول الرجل إذا دخل بيته،حديث: 5096،وصححه الشيخ الألبانی فی صحيح الجامع ، حديث:939 .

## اذان کے الفاظ

اذان سے پہلے، بِسْمِ اللّٰہِ، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ یا اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، وغیرہ کہنا نبی ﷺ سے ثابت نہیں، جو اذان حضرت بلال رضی اللہ عنہ دیتے تھے، اس کے کلمات حسبِ ذیل ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ
حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ ، حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

”اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ، میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، آؤ طرف نماز کی، آؤ طرف نماز کی، آؤ طرف کامیابی کی، آؤ طرف کامیابی کی، اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے، نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔“[1]

---

[1] سنن أبي داود، الصلاة، باب كيف الأذان، حديث:499، وسنن ابن ماجه، حديث:706.

**ملحوظہ:** حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، کہتے وقت اپنا رُخ دائیں جانب اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہتے وقت بائیں جانب کرلیں۔

**دُہری اذان:** حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کلمات اذان سکھلائے تھے، وہ حسب ذیل ہیں۔ اس اذان کو دُہری اذان کہا جاتا ہے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ

"اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔"

پھر آہستہ آواز سے کہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ، میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔"

پھر پہلے کی بہ نسبت اونچی آواز سے کہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ، میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔" اس کے بعد باقی اذان کے الفاظ اسی طرح ہیں،

جیسے پہلے گزرے۔[1]

صبح (فجر) کی اذان: صبح کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ یہ الفاظ بھی کہے جائیں:

اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ، اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ

''نماز بہتر ہے نیند سے، نماز بہتر ہے نیند سے۔''[2]

تکبیر (اقامت) کے الفاظ: اذان کی طرح تکبیر بھی اکہری اور دہری دونوں ثابت ہیں، تاہم حضرت بلال رضی اللہ عنہ اکہری تکبیر ہی کہتے تھے، اس لیے وہ زیادہ بہتر ہے، تاہم دوسری، یعنی دہری تکبیر بھی جائز ہے، البتہ دہری تکبیر دہری اذان کے ساتھ مشروط ہے۔

## اکہری تکبیر

اَللّٰهُ اَکْبَرُ ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حَیَّ عَلَی الصَّلَاةِ ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ

اَللّٰهُ اَکْبَرُ ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

---

[1] صحيح مسلم، الصلاة، باب صفة الأذان، حديث:379، وسنن أبي داود، الصلاة، باب كيف الأذان، حديث:500-503.

[2] سنن أبي داود، الصلاة، باب كيف الأذان، حديث:501، وسنن النسائي، الأذان، الأذان في السفر، حديث:634.

”اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ آؤ طرف نماز کی، آؤ طرف کامیابی کی، کھڑی ہوگئی نماز، کھڑی ہوگئی نماز، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔“ [1]

## دُہری تکبیر

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ [2]

**تہجد کی اذان:** ہمارے ہاں بعض مسجدوں میں فجر کی اذان سے گھنٹہ سوا گھنٹہ پہلے تہجد کی اذان دی جاتی ہے، یہ صحیح نہیں۔ حدیث میں دو اذانوں کا ثبوت تو ملتا ہے، لیکن ان میں وقت کا اتنا فاصلہ نہیں ہوتا تھا۔ نبی ﷺ کے زمانے میں فجر سے پہلے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان

---

[1] صحيح البخاري، الأذان، باب الأذان مثنى مثنى، حديث:605، وصحيح مسلم، الحيض، باب الأمر بشفع الأذان وإيتار الإقامة......، حديث:378.

[2] سنن أبي داود ، الصلاة ، باب كيف الأذان ، حديث:502,501، وسنن النسائي، الأذان، الأذان في السفر، حديث:634.

دیتے تھے اور اس کے بعد فجر کی اذان عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ دیتے تھے، لیکن ان دونوں اذانوں کے درمیان بالکل تھوڑا وقت ہوتا تھا، اتنا جتنا کہ ایک شخص کے اوپر چڑھنے اور دوسرے کے نیچے اُترنے کے درمیان ہوتا ہے۔[1] اور ان میں سے پہلی اذان کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ سونے والا بیدار ہو کر اور تہجد پڑھنے والا تہجد سے فارغ ہو کر مسجد میں جانے کی تیاری کر لے۔[2] اس لیے ان دونوں اذانوں میں 20،15 منٹ یا زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے سے زیادہ فاصلہ مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

**اذان کا جواب:** اذان سن کر وہی الفاظ کہے جو مؤذن کہتا ہے، البتہ

"حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ"

''آؤ! نماز کی طرف، آؤ! کامیابی کی طرف۔''

کے جواب میں کہے:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

''برائی سے بچنے کی ہمت ہے نہ نیکی کرنے کی طاقت، مگر اللہ کی توفیق ہی سے۔''[3]

**اذان کے بعد درود شریف:** مؤذن کا جواب دینے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔[4]

## اذان کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

---

[1] صحيح البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ: لا يمنعكم من سحوركم أذان بلال، حديث: 1919.
[2] صحيح البخاري، الأذان، باب الأذان قبل الفجر، حديث: 621.
[3] صحيح البخاري، الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادى، حديث: 613،611، وصحيح مسلم، الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن......، حديث: 385.
[4] صحيح مسلم، الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن......، حديث: 384.

الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ ، اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ،

"اے اللہ! اے رب اس دعوتِ کامل اور قائم ہونے والی نماز کے! عطا کر محمد ﷺ کو خاص تقرب اور خاص فضیلت اور انھیں فائز فرما اس مقامِ محمود پر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ (یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا)۔" [1]

ملاحظہ: مذکورہ دعا کے علاوہ اور بھی دعائیں صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

قبولیتِ دعا کا وقت : اذان اور اقامت کے درمیان اپنے لیے دعا کرے کیونکہ اس وقت دعا رد نہیں ہوتی۔ [2]

تکبیر کا جواب : اذان سُن کر اذان کا جواب دینا اور اس کے بعد مذکورہ دعائیں پڑھنا تو صحیح احادیث سے ثابت ہے، لیکن تکبیر کے جواب کی بابت جو حدیث آتی ہے کہ (قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ) کے جواب میں (اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا) کہا جائے، وہ صحیح نہیں ہے۔ اس لیے تکبیر کا جواب دینا صحیح نہیں ہے۔

## مسجد میں داخل ہونے کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

"اللہ کے نام کے ساتھ (داخل ہوتا ہوں) اور صلاۃ و سلام ہو رسول اللہ ﷺ پر۔

---

[1] صحیح البخاری، الأذان، باب الدعاء عند النداء، حدیث: 614، قوسین کے درمیان الفاظ بیہقی: 410/1 کے ہیں اور اس کی سند جید ہے۔ دیکھیے: تحفة الأخیار از شیخ عبدالعزیز بن باز، ص: 38.

[2] سنن أبی داود، الصلاۃ، باب الدعاء بین الأذان والإقامة، حدیث: 521، و جامع الترمذی، الصلاۃ، باب ما جاء فی أن الدعا لا یرد بین الأذان والإقامة، حدیث: 212، و إرواء الغلیل: 262/1.

اے اللہ! کھول دے میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے۔"[1]

ملحوظہ ①: مسلم کی روایت کے مطابق (اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ) پڑھ لینا بھی کافی ہے۔

ملحوظہ ②: مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر داخل کریں اور نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے باہر نکالیں۔[2]

## مسجد سے نکلنے کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ، اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

"اللہ کے نام کے ساتھ (میں نکلتا ہوں) اور صلاۃ وسلام ہوں رسول اللہ (ﷺ) پر۔ اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے فضل کا۔ اے اللہ! مجھے بچا کے رکھ شیطان مردود سے۔"[3]

---

[1] صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب ما یقول إذا دخل المسجد، حدیث:713، وجامع الترمذی، الصلاۃ، باب ما جاء ما یقول عند دخوله المسجد، حدیث:314، وسنن ابن ماجه، المساجد والجماعات، باب الدعاء عند دخول المسجد، حدیث:771 (مذکورہ بالا دعا کے الفاظ تینوں کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ سنن ابن ماجہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)۔ البانی رحمہ اللہ نے اس کے شواہد کی وجہ سے اسے صحیح کہا ہے۔ دیکھیے صحیح سنن ابن ماجه:1/128،129)۔

[2] المستدرك للحاكم:1/281، وصححه الألبانی فی الصحیحة، رقم:2478.

[3] صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب ما یقول إذا دخل المسجد، حدیث:713، وجامع الترمذی، الصلاۃ، باب ما جاء ما یقول ......، حدیث: 314، وسنن ابن ماجه، المساجد والجماعات، باب الدعاء عند دخول المسجد، حدیث:771، 773، مذکورہ بالا الفاظ تینوں کتابوں سے ماخوذ ہیں۔

ملحوظہ: مسلم کی روایت کے مطابق (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ) پڑھ لینا بھی کافی ہے۔

### سجدۂ تلاوت کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِیْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَضَعْ عَنِّیْ بِهَا وِزْرًا وَّاجْعَلْهَا لِیْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَّتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ۔

''اے اللہ تو لکھ دے میرے لیے اس کے سبب اپنے ہاں اَجر، اور دُور کر دے مجھ سے اس کے سبب گناہ اور بنا دے اسے میرے لیے اپنے ہاں ذخیرہ اور قبول فرما اِسے مجھ سے جیسے تو نے قبول فرمایا اِسے اپنے بندے داود (علیہ السلام) سے۔'' [1]

سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۔

''سجدہ کیا میرے چہرے نے اُس ذات کو جس نے اسے پیدا فرمایا، اور اس نے اس کے کان اور آنکھ کے سوراخ بنائے اپنی طاقت اور قوت کے ذریعے سے۔ بڑا بابرکت ہے اللہ تعالیٰ جو بہترین خالق ہے۔'' [2]

یہ دوسری دُعا، سجدۂ تلاوت کی دعا کے طور پر مشہور ہے لیکن یہ سنداً ضعیف ہے۔ اس کی شہرت کی وجہ یہ ہے کہ امام ترمذی، امام ابوداود اور امام ابن ماجہ وغیرہ نے اسے سجدۂ تلاوت کی دعا کے باب میں ذکر کیا ہے اور صحیح مسلم وغیرہ میں یہ روایت صحیح سند سے مروی ہے لیکن اس

---

[1] جامع الترمذی، الجمعة، باب ماجاء مایقول فی سجود القرآن، حدیث: 579.

[2] جامع الترمذی، الدعوات، باب ما یقول فی سجود القرآن، حدیث: 3425، مسند أحمد: 30/6 اور حاکم نے اسے روایت کر کے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے اور یہ زائد الفاظ ''فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ'' بھی حاکم کے ہیں۔

میں یہ دعا عمومی سجدے کی دعا کے طور پر آئی ہے نہ کہ سجدۂ تلاوت کی دعا کے طور پر۔ اس لیے (سَجَدَ وَجْهِيَ) دُعا، عام سجدوں کی دعا ہے، سجدۂ تلاوت کی دعا نہیں ہے۔ سجدۂ تلاوت کی دعا پہلی ہی ہے۔ تاہم جسے وہ یاد نہ ہو، تو وہ (سَجَدَ وَجْهِيَ) سمیت سجدے کی کوئی سی بھی دُعا پڑھ سکتا ہے۔

## سونے کے وقت کی دُعا

① دونوں ہتھیلیاں ساتھ ملا کر سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھے، پھر اِن میں پھونک مارے اور دونوں کو اپنے جسم پر جہاں تک ممکن ہو پھیرے، سر، چہرے اور جسم کے سامنے والے حصے سے شروع کرے۔ اس طرح تین دفعہ کرے۔[1]

② جب تم بستر پر پہنچو اور آیۃ الکرسی (اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ) مکمل پڑھو تو اللہ کی طرف سے ایک محافِظ مقرر ہو جائے گا اور شیطان صبح تک تمھارے قریب بھی نہ آ سکے گا۔[2]

علاوہ ازیں سورۂ الٓمّٓ السجدہ اور سورة الملك کا بھی سونے کے وقت پڑھنا مسنون ہے۔[3]

جو شخص درج ذیل دو آیات رات کے وقت پڑھتا ہے، یہ اس کے لیے کافی ہوتی ہیں۔

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

---

[1] صحيح البخاری ،فضائل القرآن، باب فضل المعوِّذات، حديث: 5017.

[2] صحيح البخاری ، الو كالة، باب إذا وَكَّل رجلاً فترك الو كيل......،حديث: 2311.

[3] جامع الترمذی، فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل سورة الملك، حديث 2892.

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ○ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۚ وَاعْفُ عَنَّا وقفة وَاغْفِرْ لَنَا وقفة وَارْحَمْنَا وقفة أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ○

”ایمان لایا اللہ کا رسول اس کتاب پر جو اتاری گئی اس پر اس کے رب کی طرف سے اور سب مومن بھی (ایمان لائے) سب ایمان لائے اللہ پر، اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر نہیں ہم فرق کرتے کسی کے درمیان اُس کے رسولوں میں سے اور وہ (اللہ سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سنا اور قبول کیا۔ اے پروردگار! ہم تجھ سے تیری بخشش طلب کرتے ہیں اور تیری ہی طرف (ہماری) واپسی ہے۔ نہیں تکلیف دیتا اللہ کسی نفس کو مگر اُس کی طاقت کے مطابق ہی۔ جو شخص نیکی کرے گا اس کا فائدہ اسی کو ملے گا، اور جو برائی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہوگا۔ اے ہمارے رب! تو ہمارا مؤاخذہ نہ کرنا اگر ہم سے بھول ہو جائے یا ہم غلطی کر بیٹھیں۔ اے ہمارے رب! نہ ڈال ہم پر ایسا بوجھ جیسے ڈالا تو نے اُن لوگوں پر جو ہم سے پہلے ہوئے۔ اے ہمارے رب! ہم سے اِتنا بوجھ نہ اُٹھوا جس (کے اُٹھانے) کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔ تو درگزر فرما ہم سے، اور ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا کارساز ہے، پس تو مدد فرما ہماری کافروں کے مقابلے میں۔“ [1]

---

[1] البقرة 2:285-286، صحيح البخاري مع الفتح: 69/9، و صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل الفاتحة وخواتيم سورة البقرة، حديث: 807.

④ جو شخص بستر پر لیٹتے وقت 33 مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ (اللہ پاک ہے) 33 دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (ہر تعریف اللہ کے لیے ہے) اور 34 مرتبہ اَللّٰهُ أَكْبَرُ (اللہ سب سے بڑا ہے) کہے، یہ اس کے لیے ایک نوکر سے بہتر ہیں۔[1]

⑤ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَمُوتُ وَأَحْيَا۔

”تیرے ہی نام کے ساتھ اے اللہ! میں مرتا اور زندہ ہوتا ہوں۔“[2]

## کھانا کھانے سے پہلے کی دعا

① رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھانے لگے تو اُسے بِسْمِ اللهِ (اللہ کے نام کے ساتھ کھانا شروع کرتا ہوں) کہنا چاہیے اور اگر شروع میں کہنا بھول جائے تو اُسے

بِسْمِ اللهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ۔

”اللہ کے نام کے ساتھ (کھانا شروع کرتا ہوں) اس کے شروع اور اس کے آخر میں۔“[3] کہنا چاہیے۔

② رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ”جسے اللہ تعالیٰ کھانا کھلائے، اُسے کہنا چاہیے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ۔

---

[1] صحيح البخاري، الدعوات، باب التكبير والتسبيح عند المنام، حديث: 6318، وصحيح مسلم، الذكر والدعاء، باب التسبيح أول النهار وعند النوم، حديث: 2727.

[2] صحيح البخاري، الدعوات، باب ما يقول إذا أصبح، حديث: 6324، وصحيح مسلم، الذكر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، حديث: 2711.

[3] سنن أبي داود، الأطعمة، باب التسمية على الطعام، حديث: 3767، وجامع الترمذي، الأطعمة، باب ما جاء في التسمية على الطعام، حديث: 1858.

”اے اللہ! برکت عطا کر ہمارے لیے اس میں اور کھلا ہمیں زیادہ بہتر اس سے۔“ [1]

## دودھ پینے کی دُعا

اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ پلائے، اُسے کہنا چاہیے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ۔

”اِلٰہی! برکت فرما ہمارے لیے اس میں اور زیادہ دے ہمیں اس سے بھی۔“ [2]

## کھانے سے فراغت کی دُعائیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا وَ رَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ۔

”ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے یہ (کھانا) مجھے کھلایا اور مجھے یہ (کھانا) عطا کیا بغیر میری کسی طاقت کے اور بغیر میری کسی قوت کے۔“ [3]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا۔

---

[1] سنن أبي داود، الأشربة، باب ما يقول إذا شرب اللبن، حديث: 3730، وجامع الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا أكل طعامًا، حديث: 3455

[2] سنن أبي داود، الأشربة، باب ما يقول إذا شرب اللبن، حديث: 3730، وجامع الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا أكل طعامًا، حديث: 3455، وصححه الألباني في صحيح الترمذي: 158/3۔

[3] سنن أبي داود، اللباس، باب ما يقول إذا لبس ثوبًا جديدًا، حديث: 4023، وجامع الترمذي، الدعوات، باب مايقول إذا فرغ من الطعام، حديث: 3458، وصححه الألباني في صحيح الترمذي: 159/3۔

''ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، بہت زیادہ، پاکیزہ اور برکت ڈالی گئی ہے اس میں۔ نہ کفایت کیا گیا[1] (کہ مزید کی ضرورت نہ رہے) اور نہ اسے وِداع کیا گیا ہے[2] اور نہ اس سے بے نیاز ہوا جا سکتا ہے، اے ہمارے رب!''[3]

## مہمان کی میزبان کے لیے دُعا

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ.

''اے اللہ! برکت عطا فرما ان کے لیے ان چیزوں میں جو دیں تو نے ان کو اور انھیں معاف فرما اور ان پر رحم فرما۔''[4]

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ.

''اے اللہ! کھلا اسے جس نے مجھے کھلایا اور پلا اسے جس نے مجھے پلایا۔''[5]

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَآئِكَةُ.

''افطار کرتے رہیں تمھارے ہاں روزہ دار اور کھاتے رہیں تمھارا کھانا نیک لوگ اور

---

1. یعنی جو کچھ کھایا ہے، وہ مابعد کے لیے کافی نہیں ہے، بلکہ تیری نعمتیں برابر ہو رہی ہیں، اور وہ کبھی ختم ہونے والی نہیں۔
2. یہ وِداع (رخصت کرنے، چھوڑنے) سے ہے۔ یعنی یہ ہمارا آخری کھانا نہیں ہے، بلکہ جب تک زندگی ہے، کھاتے رہیں گے۔
3. صحيح البخاري، باب ما يقول إذا فرغ من طعامه، حديث: 5458، وجامع الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام، حديث:3456.
4. صحيح مسلم ، الأشربة، باب استحباب وضع النوى خارج التمر، واستحباب...... حديث :2024.
5. صحيح مسلم ، الأشربة، باب إكرام الضيف و فضل إيثاره، حديث:2055.

دعائیں کرتے رہیں تمھارے لیے اللہ کے فرشتے۔"[1]

## بچوں کو کن الفاظ کے ساتھ اللہ کی حفاظت میں دیا جائے؟

رسول اللہ ﷺ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو ان الفاظ کے ساتھ اللہ کی پناہ میں دیتے۔

أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ۔

"میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان اور زہریلے جانور سے، اور ہر لگ جانے والی نظر سے۔"[2]

ملحوظ: ایک بچہ ہو تو أُعِيذُكَ اور ایک بچی ہو تو أُعِيذُكِ، اور زیادہ یا مشترک ہوں تو أُعِيذُكُمْ کہیں۔

## لوگوں سے ڈرے تو یہ دعا مانگے

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ۔

"اے اللہ! تو مجھے ان سے کافی ہو جا جس طرح تو چاہے۔"[3]

---

[1] سنن أبي داود، الأطعمة، باب في الدعاء لرب الطعام إذا أكل عنده، حديث: 3854، وسنن ابن ماجه، الصيام، باب في الصائم إذا أكل عنده، حديث: 1747، و"عمل اليوم والليلة" للنسائي، حديث: 296-298، وصححه الألباني، اور بیان کیا کہ نبی ﷺ جب اہل خانہ کے ہاں افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے۔

[2] صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: 10، حديث: 3371، وسنن أبي داود، السنة، باب في القرآن، حديث: 4737، واللفظ له.

[3] صحيح مسلم، الزهد، باب قصة أصحاب الأخدود والساحر، حديث: 3005.

## ادائیگی قرض کی دعا

**اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ.**

''اے اللہ! تو مجھے کافی ہو جا اپنے حلال کے ساتھ اپنی حرام (کردہ) چیزوں سے اور مجھے بے نیاز کر دے اپنے فضل سے، اپنے ماسوا سے۔''[1]

## مشکل کام کی آسانی کے لیے دعا

**اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهٗ سَهْلًا وَّ اَنْتَ تَجْعَلُ الْحُزْنَ اِذَا شِئْتَ سَهْلًا.**

''اے اللہ! نہیں ہے کوئی کام آسان، مگر وہی جسے کر دے تُو آسان اور تُو کر دیتا ہے مشکل کام کو، جب تو چاہے، آسان۔''[2]

## بیمار پرسی کی فضیلت

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کے لیے جاتا ہے تو وہ بیٹھنے تک جنت کے میووں میں چلتا ہے۔ جب وہ بیٹھتا ہے تو رحمت اُسے ڈھانپ لیتی ہے۔ اگر صبح کا وقت ہو تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دُعا کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کا

---

[1] جامع الترمذی ، الدعوات، باب:110، حدیث: 3563، وصححه الألبانی فی صحیح الترمذی: 3/180.

[2] صحیح ابن حبان ، (موارد) حدیث:2427، وعمل الیوم واللیلة لابن السنی، حدیث:351. حافظ ابن حجر ﷫ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے اور عبدالقادر الارناؤط نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: الأذکار للنووی، ص:106.

وقت ہو تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں۔ [1]

## بیمار پرسی کے وقت مریض کے لیے دعا

لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

”کوئی حرج نہیں یہ بیماری پاک کرنے والی ہے اگر چاہا اللہ نے۔“ [2]

أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ.

”میں سوال کرتا ہوں بڑی عظمت والے اللہ سے جو عرشِ عظیم کا رب ہے کہ وہ شفا عطا فرمائے تمھیں۔“ [3]

## مبتلائے مصیبت کی دعا

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِّنْهَا.

”یقیناً ہم اللہ ہی کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! اجر دے مجھے میرے صدمے میں اور بدلے میں دے مجھے زیادہ بہتر اس سے۔“ [4]

---

1. جامع الترمذی، الجنائز، باب ما جاء فی عیادۃ المریض، حدیث: 967-969، وسنن ابن ماجہ، الجنائز، باب ما جاء فی ثواب من عاد مریضا، حدیث: 1442.
2. صحیح البخاری، المرض، باب ما یقال للمریض وما یجیب، حدیث: 5662.
3. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”کوئی مسلمان کسی ایسے مریض کی بیمار پرسی کرے جس کی موت کا وقت نہ آپہنچا ہو، اور سات دفعہ یہ دعا پڑھے، تو اسے عافیت مل جاتی ہے۔“ سنن أبی داود، الجنائز، باب الدعاء للمریض عند العیادۃ، حدیث: 3106، وجامع الترمذی، حدیث: 2083، اور دیکھیے صحیح الترمذی: 2/210.
4. صحیح مسلم، الجنائز، باب ما یقال عند المصیبۃ، حدیث: 918.

## چاند دیکھنے کی دعا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ رَبَّنَا وَتَرْضٰی، رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللّٰہُ۔

''اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ! تو طلوع فرما اسے ہم پر امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ اور اس چیز کی توفیق کے ساتھ جس کو تو پسند کرتا ہے، اے ہمارے رب! اور (جس سے) تو راضی ہوتا ہے۔ (اے چاند!) ہمارا اور تمھارا رب اللہ ہے۔''[1]

## روزہ افطار کرنے کے وقت کی دعا

ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ۔

''چلی گئی پیاس اور تر ہو گئیں رگیں اور ثابت ہو گیا اجر اگر چاہا اللہ نے۔''[2]

## چھینک کی دعا

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اُسے کہنا چاہیے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

''ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔''

---

[1] جامع الترمذي، الدعوات، باب ما يقول عند رؤية الهلال، حديث:3451، وسنن الدارمي: 336/1، واللفظ له.

[2] سنن أبي داود، الصيام، باب القول عند الإفطار، حديث:2357، وصحيح الجامع:209/4.

اور اس کے جواب میں وہاں موجود مسلمان دوست یا بھائی کو کہنا چاہیے:

يَرْحَمُكَ اللهُ.

"رحم فرمائے تم پر اللہ۔"

اور جب اس کا بھائی اسے یہ جواب دے تو چھینک والا یہ کہے:

يَهْدِيكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ.

"تمھیں ہدایت دے اللہ، اور درست کرے تمھارا حال۔"[1]

## شادی کرنے والے کے لیے دعا

بَارَكَ اللهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ.

"برکت کرے اللہ تیرے لیے اور برکت کرے تجھ پر اور جمع کرے تم دونوں کو خیر (بھلائی) میں۔"[2]

## شادی کرنے اور سواری خریدنے والے کی دعا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی شخص شادی کرے یا خادمہ (لونڈی) خریدے تو اُسے یہ دعا کرنی چاہیے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ.

"اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں تجھ سے اس کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا جس

[1] صحيح البخاري، الأدب، باب إذا عطس كيف يُشمت، حديث:6224.

[2] سنن أبي داود، النكاح، باب ما يقال للمتزوج، حديث: 2130، وسنن ابن ماجه، النكاح، باب تهنئة النكاح، حديث:1905، وصححه الألباني في صحيح الترمذي:1/316.

پر پیدا کیا تو نے اس کو اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جس پر تو نے اسے پیدا کیا۔[1]

اور جب اُونٹ خریدے تو اس کی کوہان کی چوٹی پکڑے، پھر یہی دعا پڑھے۔

## بیوی کے پاس آنے سے پہلے کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا.

"اللہ کے نام کے ساتھ، الٰہی! ہمیں بچا شیطان (مردود) سے اور بچا شیطان سے (اس اولاد کو بھی) جو تو ہمیں عطا فرمائے۔"[2]

## غصہ آ جانے کے وقت کی دعا

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ .

"میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے۔"[3]

## مجلس کا کفارہ

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ .

---

[1] سنن أبي داود، النكاح، باب في جامع النكاح،حديث: 2160، وسنن ابن ماجه، النكاح، باب ما يقول إذا دخلت عليه أهله، حديث: 1918، وصححه الألباني.

[2] صحيح البخاري ، الدعوات، باب ما يقول إذا أتى أهله،حديث: 6388، وصحيح مسلم، النكاح، باب ما يستحب عند الجماع، حديث: 1434.

[3] صحيح البخاري، الأدب، باب الحذر من الغضب، حديث: 6115.

”پاک ہے تو اے اللہ! اپنی تعریفوں سمیت۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے، میں معافی مانگتا ہوں تجھ سے اور رُجوع کرتا ہوں تیری طرف۔“[1]

## اچھا سلوک کرنے والے کے لیے دُعا

جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا.

”بدلہ دے تمھیں اللہ (اس سے) زیادہ بہتر۔“[2]

## سواری پر بیٹھنے کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۙ وَإِنَّآ إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ إِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَإِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّآ أَنْتَ.

”اللہ کے نام سے، ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے

---

[1] سنن أبی داود، الأدب، باب فی كفارة المجلس، حديث:4859، وجامع الترمذی، الدعوات، باب ما يقول إذا قام مجلسه، حديث:3433، وصححه الألبانی.
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی مجلس میں تشریف رکھتے یا قرآن کریم کی تلاوت فرماتے یا نماز پڑھتے تو اس کا اختتام ان الفاظ پر کرتے۔ (عمل اليوم والليلة للنسائی، حديث: 308، ومسند أحمد:77/6.

[2] جامع الترمذی، البر والصلة، باب ما جاء فی الثناء بالمعروف، حديث: 2035، وصحيح الجامع:6244.

تابع کر دیا ہمارے، اِسے ورنہ نہیں تھے ہم اسے قابو میں لا سکنے والے۔ اور بے شک ہم اپنے ہی رب کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ تو پاک ہے (اے اللہ!) یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، پس تو معاف فرما دے مجھے، بے شک کوئی بھی نہیں معاف کر سکتا گناہوں کو سوائے تیرے۔"[1]

## سفر کی دعا

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ط وَ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ط اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِىْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهٗ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِى السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِى الْاَهْلِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِى الْمَالِ وَالْاَهْلِ۔

"اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، پاک ہے وہ ذات جس نے تابع کر دیا ہمارے اِسے ورنہ نہیں تھے ہم اسے قابو میں لا سکنے والے

---

[1] سنن أبي داود، الجهاد، باب ما يقول الرجل إذا ركب، حديث: 2602، وجامع الترمذي، الدعوات، باب ما جاء ما يقول إذا ركب دابة، حديث: 3446، وصححه الألباني.

اور یقیناً ہم اپنے رب ہی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں، اپنے اس سفر میں نیکی اور تقوے کا اور ایسے عمل کا جسے تو پسند فرمائے۔ اے اللہ! آسان فرما دے ہم پر ہمارا یہ سفر اور لپیٹ دے ہم سے اس کی لمبی مسافت کو۔ اے اللہ! تو ہی (ہمارا) ساتھی ہے اس سفر میں اور (تو ہی ہمارا) جانشین ہے گھر (اور گھر) والوں میں۔ اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں سفر کی مشقت سے اور (اس کے) تکلیف دہ منظر سے اور بری تبدیلی سے مال میں اور گھر والوں میں۔"

سفر سے واپسی پر بھی یہی الفاظ کہتے اور ان میں یہ اضافہ کرتے:

آئِبُوْنَ، تَآئِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔

"(ہم) واپس لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے اور اپنے رب ہی کی تعریف کرنے والے ہیں۔"[1]

## مسافر کی مقیم کے لیے دعا

أَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا تَضِیْعُ وَدَائِعُهٗ۔

"میں سپرد کرتا ہوں تمھیں اس اللہ کے، کہ نہیں ضائع ہوتیں اس کے سپرد کی ہوئی چیزیں۔"[2]

## مقیم کی مسافر کے لیے دعا

أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِكَ۔

---

1. صحيح مسلم، الحج، باب استحباب الذكر إذا ركب دابته......، حديث: 1342، والجهاد، باب ما يقول الرجل إذا سافر، حديث: 2599.
2. سنن ابن ماجه، الجهاد، باب تشييع الغزاة ووداعهم، حديث: 2825، وصححه الألباني.

''میں سپرد کرتا ہوں اللہ کے تمھارے دین کو اور تمھاری امانت کو اور تمھارے آخری عمل کو۔'' [1]

## مرغ بولے اور گدھا ہینگے تو کیا کہے؟

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''جب تم مرغ کی اذان سنو تو اللہ تعالیٰ سے فضل کی دعا کرو (مثلاً کہو):

**اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔**

''اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے فضل کا۔'' [2]

کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے اور جب تم گدھے کے ہینگنے کی آواز سنو تو کہو:

**اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔**

''میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے۔''

اس لیے کہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔ [3]

## بازار میں داخل ہونے کی دعا

**لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔**

''نہیں کوئی معبود مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، نہیں کوئی شریک اُس کا، اسی کی بادشاہت اور

---

[1] جامع الترمذي، الدعوات، باب ما جاء ما يقول إذا ودع إنسانًا، حديث:3443، ومسند أحمد: 7/2، وصححه الألباني.

[2] سنن أبي داود، الأدب، باب في الديك والبهائم، حديث: 5102، وصححه الألباني.

اُسی کی ہی سب تعریف ہے، وہی زندگی دیتا اور وہی مارتا ہے اور وہ زندہ ہے، نہیں وہ مرتا، اسی کے ہاتھ میں ہے سب بھلائی، اور وہ ہر چیز پر (کامل) قدرت رکھتا ہے۔''[1]

## لباس پہننے کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ هٰذَا (الثَّوْبَ) وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ ۔

''ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے مجھے پہنایا یہ (لباس) اور عطا کیا مجھے یہ، میری ذاتی قوت اور طاقت کے بغیر۔''[2]

## نیا لباس پہننے کی دعا

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِیْهِ اَسْاَلُكَ مِنْ خَیْرِهٖ وَخَیْرِ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ ط

''اے اللہ! تیرے ہی لیے ہر قسم کی تعریف ہے، تو نے ہی مجھے یہ پہنایا، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی کا اور اس کام کی بھلائی کا جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے اور اس کام کے شر سے جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے۔''[3]

---

[1] جامع الترمذی ، الدعوات، باب ما یقول إذا دخل السوق، حدیث: 3428، والمستدرك للحاکم: 538/1، وصححه الألبانی.

[2] سنن أبی داود، اللباس، باب مایقول إذا لبس ثوبا جدیداً، حدیث:4023، و إرواء الغلیل:47/7.

[3] سنن أبی داود، اللباس، باب ما یقول إذا لبس ثوبًا جدیدًا، حدیث:4020، دیکھیے: مختصر شمائل الترمذی للألبانی ص:47.

## نیا لباس پہننے والے کے لیے دُعا

تُبْلِيْ وَيُخْلِفُ اللّٰهُ تَعَالٰى ط

''تم اسے بوسیدہ کرو، اور اللہ تعالیٰ (تمھیں) اس کے عوض اور دے۔''[1]

اِلْبَسْ جَدِيْدًا وَّعِشْ حَمِيْدًا وَّمُتْ شَهِيْدًا ط

''پہنو! نیا لباس، اور زندگی بسر کرو قابل تعریف، اور فوت ہو تم شہید بن کر۔''[2]

## رسول اللہ ﷺ پر دُرود بھیجنے کی فضیلت

① رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔''[3]

② نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو، تم جہاں بھی ہو تمھارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے۔''[4]

③ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔''[5]

④ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو روئے زمین پر چلتے

---

[1] سنن أبی داود، اللباس، باب ما یقول إذا لبس ثوبًا جدیدًا، حدیث: 4020.

[2] سنن ابن ماجه، اللباس، باب ما یقول الرجل إذا لبس ثوبًا جدیدًا، حدیث: 3558، وشرح السنة للبغوی: 41/12، وصححه الألبانی.

[3] صحیح مسلم، الصلاة، باب الصلاة علی النبی ﷺ بعد التشهد، حدیث: 408.

[4] سنن أبی داود، المناسك، باب زیارة القبور، حدیث: 2042، ومسند أحمد: 367/2، وصحیح الجامع: 25/3.

[5] جامع الترمذی، الدعوات، باب "رغم أنف رجل ذکرت عنده" حدیث: 3546، وصحیح الجامع: 25/3.

''میں سپرد کرتا ہوں اللہ کے تمہارے دین کو اور تمہاری امانت کو اور تمہارے آخری عمل کو۔''[1]

## مرغ بولے اور گدھا ہینگے تو کیا کہے؟

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''جب تم مرغ کی اذان سنو تو اللہ تعالیٰ سے فضل کی دعا کرو (مثلاً کہو):

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔

''اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے فضل کا۔''[2]

کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے اور جب تم گدھے کے ہینگنے کی آواز سنو تو کہو:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

''میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے۔''

اس لیے کہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔[3]

## بازار میں داخل ہونے کی دُعا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

''نہیں کوئی معبود مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، نہیں کوئی شریک اُس کا، اسی کی بادشاہت اور

---

[1] جامع الترمذی، الدعوات، باب ما جاء ما یقول إذا ودع إنسانا، حدیث: 3443، ومسند أحمد: 7/2، وصححه الألبانی.

[2] سنن أبی داود، الأدب، باب فی الدیك والبهائم، حدیث: 5102، وصححه الألبانی.

اُسی کی ہی سب تعریف ہے، وہی زندگی دیتا اور وہی مارتا ہے اور وہ زندہ ہے، نہیں وہ مرتا، اسی کے ہاتھ میں ہے سب بھلائی، اور وہ ہر چیز پر (کامل) قدرت رکھتا ہے۔‘‘ [1]

## لباس پہننے کی دُعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ هٰذَا (الثَّوْبَ) وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ۔

’’ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے مجھے پہنایا یہ (لباس) اور عطا کیا مجھے یہ، میری ذاتی قوت اور طاقت کے بغیر۔‘‘ [2]

## نیا لباس پہننے کی دعا

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِیْهِ اَسْاَلُكَ مِنْ خَیْرِهٖ وَخَیْرِ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ ط

’’اے اللہ! تیرے ہی لیے ہر قسم کی تعریف ہے، تو نے ہی مجھے یہ پہنایا، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی کا اور اس کام کی بھلائی کا جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے اور اس کام کے شر سے جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے۔‘‘ [3]

[1] جامع الترمذی، الدعوات، باب ما یقول إذا دخل السوق، حدیث: 3428، والمستدرک للحاکم: 538/1، وصححه الألبانی.

[2] سنن أبی داود، اللباس، باب مایقول إذا لبس ثوبا جدیداً، حدیث: 4023، و إرواء الغلیل: 47/7.

[3] سنن أبی داود، اللباس، باب ما یقول إذا لبس ثوبًا جدیداً، حدیث: 4020، دیکھیے: مختصر شمائل الترمذی للألبانی ص: 47.

## نیا لباس پہننے والے کے لیے دعا

**تُبْلِیْ وَیُخْلِفُ اللّٰہُ تَعَالٰی**

''تم اسے بوسیدہ کرو، اور اللہ تعالیٰ (تمھیں) اس کے عوض اور دے۔''[1]

**اِلْبَسْ جَدِیْدًا وَّعِشْ حَمِیْدًا وَّمُتْ شَہِیْدًا**

''پہنو! نیا لباس، اور زندگی بسر کرو قابل تعریف، اور فوت ہو تم شہید بن کر۔''[2]

## رسول اللہ ﷺ پر دُرود بھیجنے کی فضیلت

① رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔''[3]

② نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو، تم جہاں بھی ہو تمھارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے۔''[4]

③ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔''[5]

④ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو روئے زمین پر چلتے

---

[1] سنن أبی داود، اللباس، باب ما یقول إذا لبس ثوبًا جدیدًا، حدیث:4020.

[2] سنن ابن ماجه، اللباس، باب ما یقول الرجل إذا لبس ثوبًا جدیدًا، حدیث: 3558، وشرح السنة للبغوی: 41/12، وصححه الألبانی.

[3] صحیح مسلم، الصلاة، باب الصلاة علی النبی ﷺ بعد التشهد، حدیث:408.

[4] سنن أبی داود، المناسك، باب زیارة القبور، حدیث: 2042، ومسند أحمد: 367/2، وصحیح الجامع: 25/3.

[5] جامع الترمذی، الدعوات، باب "رغم أنف رجل ذکرت عنده" حدیث: 3546، وصحیح الجامع: 25/3.

پھرتے ہیں وہ میری اُمت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔'' [1]

⑤ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''کوئی شخص (جب) بھی مجھے سلام کہتا ہے، اللہ تعالیٰ میری رُوح مجھے واپس لوٹا دیتا ہے تاکہ میں اسے سلام کا جواب دوں۔'' [2]

## کثرت سے سلام کہنے کی تلقین

① رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''تم جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک کہ تم مؤمن نہیں ہوگے، اور تم مومن نہیں ہوگے جب تک کہ تم باہم محبت نہ کروگے۔ کیا میں تمھیں ایسا کام نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تم ایک دوسرے سے محبت کروگے! آپس میں سلام کثرت سے کہو۔'' [3]

② حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کا قول ہے: ''تین چیزیں ایسی ہیں کہ جو شخص انھیں جمع کرلے گا وہ ایمان کو سمیٹ لے گا۔'' ① اپنے آپ سے انصاف کرنا۔ ② لوگوں کو بے دریغ سلام کہنا۔ ③ تنگدست ہونے کے باوجود (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنا۔'' [4]

③ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ اسلام کا کون سا کام سب سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''(سب سے بہتر عمل یہ ہے کہ) تم (لوگوں کو) کھانا کھلاؤ، اور جسے تم پہچانتے ہو اور جسے نہیں پہچانتے (سب کو) سلام کہو۔'' [5]

---

1. سنن النسائی، السهو، باب التسلیم علی النبی ﷺ، حدیث: 1283، والمستدرك للحاكم: 421/2.
2. سنن أبی داود، المناسك، باب زیارة القبور، حدیث: 2041، وحسنه الألبانی.
3. صحیح مسلم، الإیمان، باب بیان أنه لا یدخل الجنة إلا المؤمنون......، حدیث: 54.
4. صحیح البخاری مع فتح الباری: 112/1 موقوف معلق.
5. صحیح البخاری، الإیمان، باب إطعام الطعام من الإسلام، حدیث: 12، وصحیح مسلم، الإیمان، باب بیان تفاضل الإسلام......، حدیث: 39.

## کافر کے سلام کا جواب

نبی ﷺ کا فرمان ہے: ”جب اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) تمھیں سلام کہیں تو تم کہو:
وَعَلَيْكُمْ (اور تم پر بھی۔)“ [1]

[1] صحيح البخاري، الاستئذان، باب كيف الرد على أهل الذمة بالسّلام؟ حديث: 6258.

مسنون نماز اور روزمرہ کی دعائیں

اسلامی تعلیمات کی اساس عقائد و عبادات ہیں۔ عقائد کی پختگی اور عبادات کے ذوق وشوق سے اسلامی سیرت پیدا ہوتی ہے۔ تمام عبادات اپنے اپنے مقام پر ایمانی جلا اور تعلق باللہ کی استواری اور پائیداری کا باعث ہیں مگر ان میں سے نماز کو دین کا ستون اور آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں مسلمانوں کی زندگی کی ہمہ نوع اور تمام تر کامیابیوں کی اساس نماز کو قرار دیا گیا ہے۔ یہ نصرت الٰہی کے حصول کا مؤثر ذریعہ ہے مگر افسوس صد افسوس کہ مسلمان کہلانے والوں کی ایک کثیر تعداد نماز سے میسر آنے والی نعمتوں سے محروم زندگی گزار رہی ہے اور جن کو حق تعالیٰ نے نماز ادا کرنے کی توفیق دی ہے' ان کی ایک خاص تعداد اسے مسنون طور پر ادا کرنے سے بوجوہ قاصر ہے۔

نماز کی اسی اہمیت و فضیلت کے پیش نظر فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ نے مسنون نماز کی یہ کتاب آسان اسلوب میں ترتیب دی ہے جس کی سب سے بڑی خوبی ان کا صحیح احادیث سے استدلال ہے۔ اس میں قارئین کی سہولت کے لیے تمام ضروری مسائل کو اختصار سے دوٹوک انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں طہارت' وضو' اذکار مسنونہ اور مختلف مواقع کی مسنون دعاؤں کی شمولیت سے یہ کتاب نماز کے آداب و مسائل کا مختصر انسائیکلوپیڈیا بن گئی ہے۔ راست رَو اور حقیقت شناس حضرات اس کے مطالعہ اور اس پر عمل سے ان شاء اللہ ذوق عبادت کا لطف و سرور حاصل کریں گے۔ اس کتاب کی پیش کش میں حسن کتابت اور اعلیٰ ذوق طباعت نے دارالسلام کی مطبوعات میں ایک عمدہ روایت کا اضافہ کیا ہے۔